

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سورة بنی اسرائیل

☆ آیات کا تجزیہ :

- آیت ۱ سفر معراج مسجد حرام تا مسجد اقصیٰ
- آیات ۲ تا ۱۰ بنی اسرائیل کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۱۱ تا ۲۲ پوری نوعِ انسانی کے لیے عبرت و نصیحت
- آیات ۲۳ تا ۴۰ اسلام کی معاشرتی ہدایات
- آیات ۴۱ تا ۶۰ مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۶۱ تا ۶۵ ابلیس کی انسان دشمنی
- آیات ۶۶ تا ۷۰ اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انسانوں کی ناشکری
- آیات ۷۱ تا ۱۰۰ مشرکین مکہ کے ساتھ کشمکش
- آیات ۱۰۱ تا ۱۰۴ بنی اسرائیل کا ماضی و مستقبل
- آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹ عظمت و تاثیر قرآن
- آیات ۱۱۰ تا ۱۱۱ توحید باری تعالیٰ

آیت ۱

واقعہ معراج ... زمینی سفر کا بیان

سُبْحَنَ الَّذِي اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِي بَرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهُ مِنَ الْاَيْتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ①	پاک ہے اللہ جو لے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک
وہ مسجد کہ بابرکت بنا دیا ہے ہم نے جس کے ارد گرد کو	
تاکہ ہم دکھائیں اُس بندے کو اپنی نشانیوں میں سے	
بے شک وہ اللہ تو ہے ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا۔	

اس آیت میں واقعہ معراج کے دوران نبی اکرم ﷺ کے زمینی سفر کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایک ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا۔ اس سفر کا ایک مقصد تو یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ایک کرشمہ دکھائے کہ وہ اپنے بندے ﷺ کو انتہائی قلیل وقت میں بغیر مادی اسباب کے کہاں سے کہاں لے جاسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ اپنے بندے ﷺ کو اپنی قدرت کے چند عجائبات کا مشاہدہ کرائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود تو سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔ اس سفر کا تیسرا مقصد اس بات کا اظہار تھا کہ بنی اسرائیل کو مسجد اقصیٰ کی تولیت سے معزول کر دیا گیا ہے۔ اب اُن کا اس مسجد پر کوئی حق نہیں۔ اب قیامت تک مسجد حرام کی طرح اس مسجد کی تولیت بھی نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ پر ایمان لانے والوں کے سپرد کر دی گئی ہے۔

آیات ۳ تا ۲

ہدایتِ ربانی کالب لباب ... اللہ ہی پر بھروسا

وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ	اور ہم نے دی تھی موسیٰؑ کو کتاب
وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِیْلَ	اور ہم نے بنایا تھا اُسے ہدایت بنی اسرائیل کے لیے
أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلاً ۝۱	کہ نہ بناؤ میرے سوا کسی کو کارساز۔
ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ	اے اولاد اُن لوگوں کی! جنہیں ہم نے اٹھایا تھا نوحؑ کے ساتھ
إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝۲	بلاشبہ نوحؑ بڑے ہی شکر گزار بندے تھے۔

ان آیات میں یہ حقیقت بیان کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تورات عطا فرمائی اور اُسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا۔ اس ہدایت کالب لباب اور حاصل یہ تھا کہ توحیدِ باری تعالیٰ پر اس طرح ایمان لایا جائے کہ کل بھروسا، امید اور خوف صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہو جائے۔ انسان اپنے جملہ معاملات اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے اور اُس کے ہر فیصلہ کو تسلیم و رضا کے ساتھ قبول کر لے۔ بقول اکبر الہ آبادی۔

رضائے حق پہ راضی رہ، یہ حرفِ آرزو کیسا؟

خدا خالق ، خدا مالک ، خدا کا حکم، تو کیسا؟

آیت میں بنی اسرائیل کو ترغیب دی گئی کہ کشتیٰ نوحؑ میں سوار مومنوں کی اولاد ہونے کی حیثیت سے تمہارے شایانِ شان یہی ہے کہ تم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا وکیل بناؤ، کیوں کہ جن کی تم اولاد ہو وہ اللہ ہی کو وکیل بنانے کی بدولت طوفان کی تباہی سے بچے تھے۔

آیات ۴ تا ۷

بنی اسرائیل پر عروج و زوال کے دوادوار

اور ہم نے فیصلہ سنا دیا تھا بنی اسرائیل کو کتاب میں	وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ فِي الْكِتَابِ
کہ تم ضرور فساد برپا کرو گے زمین میں دو مرتبہ	لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ
اور تم ضرور سرکشی کرو گے بڑی سرکشی۔	وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ﴿۴﴾
پھر جب آیا ان دونوں میں سے پہلے وعدے کا وقت	فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا
ہم نے بھیجے تم پر بندے اپنی طرف سے	بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا
جو بڑے سخت جنگجو تھے	أُولَىٰ بِأَبْصَارٍ شَدِيدٍ
پھر وہ گھس گئے گھروں کے اندر	فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ
اور وہ وعدہ تھا پورا ہونے والا۔	وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ﴿۵﴾
پھر ہم نے پلٹا دیا تمہارے حق میں باری کو ان کے خلاف	ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ
اور ہم نے مدد کی تمہاری مال اور بیٹوں سے	وَأَمَدَدْنَكُمْ بِأَمْوَالِ وَبَنِينَ
اور کر دیا تمہیں زیادہ تعداد میں۔	وَجَعَلْنَكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ﴿۶﴾
اگر تم نے بھلائی کی تو بھلائی کرو گے اپنے ہی لیے	إِنْ أَحْسَنْتُمْ أَحْسَنْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ
اور اگر تم نے برائی کی تو وہ بھی اپنے لیے ہی ہوگی	وَإِنْ أَسَأْتُمْ فَلَهَا ﴿۷﴾

فَاِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	تو جب آیا دوسرے وعدے کا وقت (ہم نے پھر بھیجے تم پر سخت جنگجو بندے)
لِيَسُوْءَ اَوْجُوْهُكُمْ	تاکہ وہ بگاڑ دیں تمہارے چہرے
وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ	اور تاکہ وہ داخل ہو جائیں مسجد میں جیسے کہ داخل ہوئے تھے اُس میں پہلی بار
وَلِيَتَّبِعُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ﴿۱۰﴾	اور تاکہ بر باد کریں اُسے جس پر غالب آئیں بری طرح سے۔

ان آیات میں بنی اسرائیل کی تاریخ کے اہم ادوار کا ذکر ہے۔ انہیں پہلا عروج ۲۰۱۰ ق م میں حضرت طالوت کی قیادت میں حاصل ہوا جس کا ذکر سورہ بقرہ میں ہے۔ یہاں پہلے زوال کا ذکر ہے جو ۵۸۷ ق م میں بخت نصر کے ہاتھوں ان کی سرکشی کی سزا کی پاداش میں واقع ہوا۔ اس زوال کے دوران ہیکل سلیمانی شہید کر دیا گیا، یروشلم تباہ کر دیا گیا، تورات ضائع کر دی گئی، لاکھوں اسرائیلی ہلاک کر دیے گئے اور بقیہ قیدی بنا لیے گئے۔ پھر انہیں حضرت عزیرؑ کی اصلاحی کاوشوں کے نتیجہ میں ۵۷۵ ق م میں دوسرا عروج مکابی سلطنت کی صورت میں حاصل ہوا۔ یروشلم کو پھر سے آباد کیا گیا، ہیکل سلیمانی دوبارہ تعمیر کیا گیا اور یادداشت کی بنیاد پر تورات کو مرتب کیا گیا۔ ۷۰ء میں جب انہوں نے فسق و فجور کی انتہا کر دی تو ان کا دوسرا زوال اپنی انتہا کو پہنچا جب رومیوں نے ایک بار پھر ہیکل سلیمانی کو شہید کر دیا، ایک لاکھ سے زائد اسرائیلیوں کو ہلاک کیا اور باقی رہ جانے والوں کو یروشلم سے بے دخل کر دیا۔

آیات ۸ تا ۱۰

عروج کے حصول کا ذریعہ ... قرآن کریم

عَلٰی رُبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ	قریب ہے تمہارا رب کہ رحم فرمائے تم پر
------------------------------------	---------------------------------------

وَاِنْ عُدْتُمْ عَدَاَنَا	اور اگر تم نے (پہلے کی طرح) وہی کچھ کیا ہم بھی وہی کچھ کریں گے
وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ حَصِيرًا ۝۱	اور ہم نے بنا دیا ہے جہنم کو کافروں کے لیے قید خانہ۔
اِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ اَقْوَمُ	بے شک یہ قرآن رہ نمائی کرتا ہے اُس راستے کی جو سب سے زیادہ سیدھا ہے
وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ	اور خوش خبری سناتا ہے اُن مومنوں کو جو کرتے ہیں اچھے کام
اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيرًا ۝۲	کہ اُن کے لیے بڑا اجر ہے۔
وَ اَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	اور بے شک جو لوگ ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيمًا ۝۳	ہم نے تیار کر رکھا ہے اُن کے لیے دردناک عذاب۔

یہ آیات بنی اسرائیل کو خبردار کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر رحمت کرنا چاہتا ہے لیکن اگر اُنہوں نے پھر سے سرکشی کی تو دوبارہ اُن کے ساتھ وہی کچھ ہوگا جیسے پہلے ہوتا رہا ہے۔ وہ قرآن کریم کی بالکل سیدھی اور برحق تعلیمات پر ایمان لا کر اور اُن کے مطابق عمل کر کے تیسری بار عروج حاصل کر سکتے ہیں۔ اس سے وہ نہ صرف دنیا میں عزت حاصل کریں گے بلکہ آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔ اس کے برعکس قرآن کریم کی ناقدری اُن کے لیے دنیا و آخرت کی ذلت کا باعث ہوگی۔ آج ہم مسلمانوں پر بھی عروج و زوال کے دو ادوار گزر چکے ہیں۔ پہلا عروج عربوں کی قیادت میں اور دوسرا عروج ترکوں کے ذریعہ حاصل ہوا۔ پہلا زوال تاتاریوں کے ہاتھوں آیا اور دوسرے زوال سے ہمیں یورپی اقوام نے دوچار کیا۔ ہمیں بھی پھر سے عروج کے لیے قرآن کریم سے تعلق کو مضبوط کرنا ہوگا۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْاٰخَرِيْنَ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اس کتاب کو چھوڑنے کی وجہ سے دوسروں کو“۔

آیت ۱۱

اللہ تعالیٰ سے معین شے نہیں، بھلائی مانگو

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ	اور دعا کرتا ہے انسان برائی کے لیے
دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ	جیسے اُس کا دعا کرنا ہوتا ہے بھلائی کے لیے
وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝۱۱	اور انسان بڑا جلد باز ہے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ انسان بڑا جلد باز ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اُس کی دعا فوراً قبول ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے بعض اوقات ایسی معین شے مانگ بیٹھتا ہے جو بظاہر خیر لیکن درحقیقت شر کا باعث ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کیا جائے اور اُس سے معین شے کا سوال کرنے کی بجائے صرف اور صرف بھلائی ہی مانگی جائے یعنی یہ دعا کی جائے:

رَبَّنَا اتِّقِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

”اے ہمارے رب! ہمیں عطا فرما دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھی بھلائی اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔“

آیت ۱۲

رات اور دن ... اللہ تعالیٰ کی دورِ حمت بھری نشانیاں

وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ آيَتَيْنِ	اور ہم نے بنایا ہے رات اور دن کو دو نشانیاں
فَمَحَوْنَا آيَةَ اللَّيْلِ	پھر ہم نے مدھم کر دی رات کی نشانی کو

وَجَعَلْنَا آيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً	اور بنا دیا دن کی نشانی کو روشن
لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ	تاکہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کا
وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ	اور تاکہ تم جان لو سالوں کی تعداد اور حساب کو
وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا ﴿۱۶﴾	اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

یہ آیت رات اور دن کو اللہ تعالیٰ کی دو رحمت بھری نشانیاں قرار دے رہی ہے۔ ایک نشانی سیاہ ہے اور دوسری روشن۔ رات کی تاریکی سونے اور آرام کے لیے مناسب ہے۔ قدرت نے ایسا نظام بنا دیا ہے کہ ہر انسان اور اکثر جانوروں کو رات کی تاریکی میں نیند آتی ہے۔ پورا عالم بیک وقت محو خواب ہوتا ہے۔ اگر مختلف لوگوں کی نیند کے مختلف اوقات ہوتے تو جاگنے والوں کے شور اور کام کاج کی وجہ سے سونے والوں کی نیند میں خلل واقع ہو جاتا۔ رات کی نیند سے تازہ دم ہو کر دن کی روشنی میں انسان اپنی روزی تلاش کرتا ہے۔ رات اور دن کے اس نظام سے روزگار کے لیے دن کی مزدوری اور مہینہ کی ملازمت و دیگر معاملات کی میعادیں متعین کرنا آسان ہو گیا ہے۔ پھر اسی نظام کے ذریعہ انسان برسوں کا تعین کرتا ہے اور مختلف امور کی انجام دہی کے لیے منصوبے بھی بناتا ہے۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

کوئی شے منحوس نہیں

وَكُلُّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنُهُ ظِلِّهٖ فِي عُنُقِهٖ	اور ہر انسان کہ ہم نے لگا دیا ہے اُس کے لیے اُس کا نصیب اُس کی گردن میں
وَنُخْرِجْ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا	اور ہم نکالیں گے اُس کے لیے روزِ قیامت ایک کتاب

(نامہ اعمال)	
وہ پائے گا اُسے کھلا ہوا۔	يَلْقَاهُ مَنْشُورًا ۱۳
(کہا جائے گا) پڑھ لو اپنا نامہ اعمال	اِقْرَأْ كِتَابَكَ
کافی ہو تم خود آج اپنا حساب لینے کے لیے۔	كُفِيَ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيبًا ۱۴

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ ہر انسان کی اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ نے طے کر دی ہے اور اُس کی گردن کے ساتھ چپکادی ہے۔ کوئی شے منحوس نہیں اور خارجی عوامل بدشگون کی باعث نہیں ہوتے۔ بلاوجہ وہم میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اچھے یا برے اعمال کے ذریعہ اپنا اعمال نامہ مرتب کر رہا ہے۔ روز قیامت یہ اعمال نامہ ایک کھلی کتاب کی مانند اُس کے سامنے ہوگا۔ اُس سے کہا جائے گا اپنا نامہ اعمال دیکھ لو اور خود ہی اپنی کارکردگی اور انجام کا اندازہ لگا لو۔

آیات ۱۵ تا ۱۷

قوموں پر عذاب اتمام حجت کے بعد آتا ہے

جس نے ہدایت پائی تو بے شک وہ ہدایت پاتا ہے اپنے ہی بھلے کو	مَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ
اور جو گم راہ ہوا تو بے شک وہ گم راہ ہوتا ہے اپنے ہی خلاف	وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا
اور نہ اٹھائے گی کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسری جان کا بوجھ	وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ
اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں	وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ

یہاں تک کہ ہم بھیج دیں رسولؑ	حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝۱۵
اور جب ہم ارادہ کرتے ہیں کہ ہلاک کر دیں کسی بستی کو	وَ اِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْیَةً
تو اجازت دے دیتے ہیں اُس کے خوش حال لوگوں کو	اَمَرْنَا مُتْرَفِیْهَا
پھر وہ نافرمانیاں کرتے ہیں اُس بستی میں	فَسَقُوْا فِیْهَا
تو واجب ہو جاتا ہے اُس پر فرمانِ عذاب	فَحَقَّ عَلَیْهَا الْقَوْلُ
تو ہم تباہ کر دیتے ہیں اُسے بری طرح سے۔	فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِیْرًا ۝۱۶
اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کر دیں قومیں نوحؑ کے بعد	وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ
اور اے نبیؐ! کافی ہے آپؐ کا رب اپنے بندوں کے گناہوں سے باخبر رہنے والا، دیکھنے والا۔	وَ كَفٰی بِرَبِّكَ بِذُنُوْبٍ عِبَادِهِۦ خَبِیْرًاۤ اَبْصِیْرًا ۝۱۷

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ رسولؑ بھیج کر قوموں پر حق واضح فرما دیتا ہے اور حجت پوری کر دیتا ہے۔ اب جو کوئی نیکی کی راہ پر آتا ہے تو اپنے بھلے کے لیے آتا ہے اور جو کوئی گم راہی کی راہ پر چلتا ہے تو خود ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ جب کوئی قوم عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے تو اُس کے آسودہ حال لوگوں کو ہر طرح کی نافرمانیوں کی چھوٹ دے دی جاتی ہے۔ وہ ظلم و ستم، بدکاریوں اور شرارتوں کی انتہا کر دیتے ہیں۔ آخر یہی فتنہ پوری قوم کو لے ڈوبتا ہے اور اچانک اللہ تعالیٰ کی پکڑ آکر انہیں تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ گویا خبردار کیا گیا کہ ایک معاشرے کو تباہ کرنے والا سبب اُس کے خوشحال لوگوں اور اونچے طبقوں کا بگاڑ ہے۔ یہاں سے بگاڑ عوام میں سرایت کرتا ہے کیونکہ وہ اونچے طبقات سے مرعوب ہوتے ہیں اور اُن کی پیروی کرتے ہیں۔ حضرت نوحؑ کے بعد کئی قوموں کو جرائم کی سزا دے کر ہلاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر انسان اور ہر قوم کے جرائم سے خوب واقف ہے۔

آیات ۱۸ تا ۲۲

طے کر لو طلب گار دنیا کے ہو یا آخرت کے !

مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ	جو کوئی بھی طلب گار ہو دنیا کا
عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ	ہم جلدی دے دیتے ہیں اُسے اسی دنیا میں جتنا ہم چاہتے ہیں
لِمَنْ نُرِيدُ	اور جس کے لیے چاہتے ہیں
ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ	پھر ہم نے بنا رکھی ہے اُس کے لیے جہنم
يَصْلَاهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾	وہ داخل ہو گا اُس میں مزمت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔
وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ	اور جو کوئی طلب گار ہو آخرت کا
وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا	اور اُس نے کوشش کی اُس کے لیے، وہ کوشش جو اُس کے لیے کرنی چاہیے
وَهُوَ مُؤْمِنٌ	بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو
فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُورًا ﴿١٩﴾	تو یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش کی قدر کی جائے گی۔
كُلًّا نُّبَدِّلُ	ہر ایک کی ہم امداد کرتے ہیں
هَؤُلَاءِ	اُن کی بھی (جو طالبِ دنیا ہیں)
وَهَؤُلَاءِ	اور اُن کی بھی (جو طالبِ آخرت ہیں)

مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ	اے نبی! آپ کے رب کی بخشش سے
وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۝۱۰	اور نہیں ہے آپ کے رب کی بخشش رکی ہوئی۔
أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ	دیکھیے کیسے ہم نے فضیلت دی اُن میں سے ایک کو دوسرے پر
وَلِلْآخِرَةِ الْكِبَرُ دَرَجَاتٍ	اور یقیناً آخرت سب سے بڑی ہے درجات کے لحاظ سے
وَالْكِبَرُ تَفْضِيلًا ۝۱۱	اور سب سے بڑی ہے فضیلت کے اعتبار سے۔
لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ	نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود
فَتَقَعَدَ مَذْمُومًا مَّخْذُومًا ۝۱۲	ورنہ تم بیٹھ رہو گے مذمت زدہ، بے بس ہو کر۔

ع ۱۲

ان آیات میں خبردار کیا گیا کہ جو دنیا کا طلب گار ہوتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی کچھ نہ کچھ دے دیتا ہے۔ آخرت میں ایسا شخص ذلیل و رسوا ہو کر جہنم میں گرے گا۔ اس کے برعکس جو آخرت کا طلب گار ہو اور خلوص کے ساتھ اُس کی تیاری کے لیے اپنی دینی ذمہ داریاں ادا کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے سعادت مندوں کی کاوشوں کی بھرپور قدر دانی فرمائے گا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہر ایک کی ضروریات پوری فرما رہا ہے لیکن کامیابی یا ناکامی کا اصل فیصلہ آخرت میں ہوگا۔ انسان کو چاہیے کہ وہ آخرت کی تیاری کے لیے خواہشاتِ دنیوی کے مقابلہ میں صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول ہی کو مطلوب و مقصود بنائے۔ اگر اُس نے ایسا نہ کیا تو وہ ابدی ذلت اور رسوائی سے دوچار ہوگا۔

آیات ۲۳ تا ۲۵

اللہ تعالیٰ کے بعد حق والدین کا ہے

وَقَضَىٰ رَبُّكَ	اور اے نبی! فیصلہ کر دیا ہے آپ کے رب نے
اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا لِيَّاهُ	کہ تم بندگی نہیں کرو مگر اُسی کی
وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا	اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو
اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا	اگر پہنچ ہی جائے تمہارے سامنے بڑھاپے کو اُن میں سے کوئی ایک یا دونوں
فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اَقٍ	تو نہ کہو انہیں "ہوں"۔
وَلَا تَنْهَرُهُمَا	اور نہ ہی جھڑکوا انہیں
وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ﴿۲۳﴾	اور کہو اُن سے نرم بات۔
وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ	اور جھکائے رکھو اُن کے سامنے عاجزی کے بازو نیاز مندی کے ساتھ
وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيْرًا ﴿۲۴﴾	اور دعا کرو اے میرے رب! رحم فرما اِن دونوں پر، جیسا کہ اُنہوں نے مجھے پالا جب کہ میں چھوٹا تھا۔
رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نَفْسِكُمْ	تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے
اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ	اگر تم ہونیک

فَاِنَّهٗ كَانَ لِلّٰٓءِ اَبِيْنَ غَفُوْرًا ۝۲۵	تو بے شک وہ رجوع کرنے والوں کے لیے بہت بخشنے والا ہے۔
---	---

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ انسان پر سب سے پہلے حق اللہ تعالیٰ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ پورے ذوق و شوق سے زندگی کے ہر معاملہ میں اُس کی مکمل اطاعت کی جائے۔ اس کے بعد حق والدین کا ہے۔ خاص طور پر اگر بڑھاپے میں والدین کی خدمت کی سعادت ملے تو اُن کے ساتھ بڑی عاجزی اور نیاز مندی کا رویہ رکھا جائے۔ اُن کے ساتھ ذرا سی بھی سخت بات نہ کی جائے۔ مزید یہ کہ اُن کے حق میں دعا کی جائے کہ "اے میرے رب! رحم فرما ان دونوں پر، جیسا کہ انہوں نے مجھے پالا جبکہ میں چھوٹا تھا"۔ البتہ اگر کبھی غفلت میں والدین کے حوالے سے کوئی بے ادبی ہو جائے یا کسی شرعی سبب کی وجہ سے والدین کی خواہش پوری کرنا ممکن نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی بے بسی کا اظہار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کو بہت بخشنے والا ہے۔

آیات ۲۶ تا ۳۰

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے ہدایات

وَاِذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ	اور دو قرابت دار کو اُس کا حق
وَالْمَسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ	اور محتاج اور مسافر کو
وَلَا تُبْذِرْ تَبْذِيْرًا ۝۲۶	اور مت خرچ کرو بے جا اڑاتے ہوئے۔
اِنَّ الْمُبْذِرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيْطٰنِ	بے شک بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں
وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝۲۷	اور ہے شیطان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکر۔
وَاِمَّا تَعْرِضْ عَنْهُمْ	اور اگر تمہیں اعراض کرنا پڑے ہی جائے مستحقین سے

اِبْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّن رَّبِّكَ تَرْجُوهَا	اپنے رب کی ایسی رحمت کی طلب میں تم امید رکھتے ہو جس کی
فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ﴿٢٦﴾	تو کہو اُن سے نرم بات۔
وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ	اور نہ کر لو اپنے ہاتھ کو بندھا ہوا اپنی گردن سے
وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ	اور نہ ہی کھول دو اُسے بالکل ہی کھلا ہوا
فَتَقْعَدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ﴿٢٧﴾	ورنہ تم بیٹھ رہو گے ملامت کیے ہوئے، حسرت زدہ۔
إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ	بے شک تمہارا رب کشادہ کرتا ہے روزی جس کے
وَيَقْدِرُ	اور تنگ کرتا ہے (روزی جس کے لیے چاہتا ہے)
إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ﴿٢٨﴾	بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

۳۸

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے حوالے سے حسب ذیل ہدایات دی گئیں :

- i. اگر انسان کے پاس ضروریات سے زائد مال ہے تو اُس میں قربت داروں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔ لہذا یہ حق، حق داروں تک پہنچایا جائے۔
- ii. مال کو بلا ضرورت یعنی بے جا رسوم، تفریحات، غیر ضروری سرگرمیوں، تقریبات، مشاغل وغیرہ پر نہ خرچ کیا جائے۔
- iii. مال کو بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے۔ مال کا بے جا خرچ کرنا بھی مال جیسی نعمت کی ناشکری ہے کیوں کہ اسی مال کو درست طور پر خرچ کر کے توشہ آخرت بنایا جاسکتا ہے۔

iv. اگر مالی اعتبار سے کسی وقت ہاتھ تنگ ہو تو ایسے میں مستحقین سے بڑی خوب صورتی اور عاجزی سے معذرت کی جائے۔

v. مال خرچ کرتے ہوئے نہ بخل کیا جائے اور نہ جذباتی انداز سے زیادہ خرچ کر دیا جائے بلکہ میانہ روی اختیار کی جائے۔

vi. انسان کسی غریب کی مدد تو کر سکتا ہے لیکن اُسے خوش حال نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جسے چاہتا ہے مالی اعتبار سے خوش حالی دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ناپ تول کر دیتا ہے۔ وہ بندوں کی کیفیات سے خوب واقف ہے اور جانتا ہے کہ کس کے حق میں کیا خیر ہے۔

آیات ۳۱ تا ۳۵

مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے ہدایات

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً إِمْلَاقٍ	اور نہ قتل کرو اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے
نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ	ہم ہی رزق دیتے ہیں انہیں اور تمہیں بھی
إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً كَبِيراً ۝۳۱	بے شک انہیں قتل کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔
وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْجَىٰ	اور قریب بھی نہ جاؤ زنا کے
إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً	بے شک وہ بڑی بے حیائی ہے
وَسَاءَ سَبِيلًا ۝۳۲	اور بہت ہی بُرا راستہ ہے۔
وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ	اور نہ قتل کرو اُس جان کو جسے محترم ٹھہرایا ہے اللہ نے مگر حق کے ساتھ
وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا	اور جس کو قتل کیا گیا مظلومی میں

فَقَدْ جَعَلْنَا لَوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا	تو یقیناً ہم نے دیا ہے اُس کے وارث کو اختیار
فَلَا يُسْرِفُ فِي الْقَتْلِ	پس وہ زیادتی نہ کرے قاتل کی جان لینے میں
اِنَّهٗ كَانَ مَنصُورًا ﴿۳۳﴾	یقیناً اُس کی مدد کی گئی ہے۔
وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ	اور مت قریب جاؤ یتیم کے مال کے مگر اُس طریقہ سے جو بہت اچھا ہو
حَتّٰی يَبْلُغَ اَشَدَّهٗ	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائے اپنی سمجھ کی عمر کو
وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ	اور پورا کرو عہد کو
اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ﴿۳۴﴾	بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔
وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ	اور پورا کرو ناپ کو جب بھی تم ناپو
وَزِنُوْا بِالْقِسْطِ اِلِیَّ الْمُسْتَقِيْمِ	اور تولو سیدھی ڈنڈی کے ساتھ
ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾	یقیناً وہ بہتر ہے اور اچھا ہے انجام کے اعتبار سے۔

یہ آیات ہر انسان کے مال، جان اور آبرو کے تحفظ کے لیے مندرجہ ذیل معاشرتی ہدایات بیان کر رہی ہیں :

i. تمہاری اولاد کا رازق اللہ تعالیٰ ہے تم نہیں۔ لہذا مفلسی کے ڈر سے اولاد کو مت قتل کرو۔

ii. کوئی ایسا کام نہ کرو جو زنا کی طرف لے جائے۔ تصاویر، فلموں، ڈراموں، گانوں، لٹریچر، افسانوں کے ذریعہ عریانی و فحاشی

کی اشاعت، بے پردگی، گندی گالیاں، فحش گوئی، بدنظری، مخلوط محافل، مردوں اور عورتوں کی بے حجابانہ گفتگو،

موسیقی، شراب نوشی وغیرہ سب شہوت کو ابھارنے والی برائیاں ہیں اور زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔ لہذا ان سب سے

بچنا ضروری ہے۔ زنا خاندان کے نظام کو برباد اور معاشرہ کی پاکیزگی کو ملیا میٹ کر دیتا ہے۔ لہذا یہ صرف بے حیائی کا نہیں بلکہ معاشرہ کو بگاڑنے والا بہت ہی برا راستہ ہے۔

iii. کسی بھی انسان کو ناحق مت قتل کرو۔ اگر قتل ناحق کا جرم ثابت ہو جائے تو اب بدلہ لینے، معاف کرنے یا خون بہا لینے کا فیصلہ مقتول کے ورثاء کریں گے۔

iv. یتیم کا مال ہر گز نہ کھاؤ بلکہ بہترین طریقہ سے اُس کے مال کی حفاظت کرو۔

v. وعدوں کی پاس داری کرو، روز قیامت وعدوں کی پاس داری کی بابت باز پرس ہوگی۔

vi. ناپ تول میں کمی نہ کرو۔ اسی میں بھلائی اور دیر پافائدہ ہے۔

آیت ۳۶

بے سند باتوں سے اجتناب کرو

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ	اور پیچھے نہ پڑو ایسی چیز کے جس کا تمہیں علم نہ ہو
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ۖ	بے شک کان، آنکھ اور دل، سب ہی کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس آیت میں تلقین کی گئی ہے کہ تصورات اور عمل کی بنیاد ٹھوس علمی حقائق پر رکھی جائے۔ ایسے کسی عقیدہ یا عمل کو اختیار نہ کیا جائے جس کے لیے انسان کے پاس علم نہ ہو۔ گویا گمان، اوہام، بدعات، بے جا رسوم اور تمام ظنی علوم سے اجتناب کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو حصول علم کے لیے سماعت، بصارت اور عقل دی ہے۔ ان صلاحیتوں کے بارے میں روز قیامت سوال ہوگا کہ اُنہیں استعمال کیا یا نہیں۔ اگر استعمال کیا تو مثبت کاموں کے لیے یا منفی۔ پھر اُن کا استعمال ایسے امور میں تو نہیں کیا جن کا علم انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات یا امور غیب کے بارے میں کھوج لگانے کی کوشش کرنا۔

آیت ۳۷

اپنی اوقات پہچانو!

اور نہ چلو زمین میں اکڑتے ہوئے	وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا
بے شک تم ہر گز نہیں پھاڑ سکتے زمین کو	إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ
اور تم ہر گز نہیں پہنچ سکتے پہاڑوں کو بلندی میں۔	وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ﴿۳۷﴾

یہ آیت انسان کو نصیحت کر رہی ہے کہ وہ کسی بھی نعمت کے حصول پر نہ اترائے اور نہ ہی تکبر کرے۔ یہ تکبر ہی کی علامت ہے کہ انسان زمین پر زور سے پاؤں مارتا ہے یا گردن اکڑا کر اور سینہ تان کر چلتا ہے۔ کائنات کی وسعت کے اعتبار سے اس میں انسان کی حیثیت چوٹی سے بھی کم ہے۔ اس کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ وہ زور سے قدم مار کر زمین کو پھاڑ نہیں سکتا اور کتنا اونچا طرہ پہن لے پہاڑ سے اوپر نہیں نکل سکتا۔ گویا یہ آیت انسان کو اس کی اوقات یاد دلارہی ہے۔

آیات ۳۸ تا ۴۰

اللہ تعالیٰ کا ہر حکم حکمت کا پیکر ہے

ان سب باتوں میں سے ہر ایک کا برا پہلو تمہارے رب کے نزدیک ناپسندیدہ ہے۔	كُلُّ ذَلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ﴿۳۸﴾
یہ اُس میں سے ہے جو جو جی کیا اے نبی! آپ کی طرف آپ کے رب نے حکمت میں سے	ذَلِكَ مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ

اور نہ بناؤ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود	وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
ورنہ تم ڈالے جاؤ گے جہنم میں ملامت کیے ہوئے، دھتکارے ہوئے۔	فَتُلْفَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَّدْحُورًا ﴿۳۶﴾
تو کیا چن لیا تمہیں تمہارے رب نے بیٹوں کے ساتھ	أَفَأَصْفُكُمْ رَبُّكُمُ بِالْبَنِينَ
اور خود اُس نے لے لی ہیں فرشتوں میں سے بیٹیاں؟	وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا
بے شک تم یقیناً کہہ رہے ہو ایک بہت بڑی بات۔	إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا ﴿۳۷﴾

ع

آیات ۲۳ تا ۳۷ میں بیان شدہ ہدایات کو ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی حکمت کے مظاہر قرار دیا گیا اور اُن پر عمل نہ کرنے کی روش کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا گیا۔ مزید یہ کہ شرک کرنے کے بہت ہی برے انجام سے ڈرایا گیا۔ یہ انجام ہے ذلت و رسوائی کے ساتھ جہنم کی آگ میں جلنا۔ قریش مکہ کو خاص طور پر شرمندہ کیا گیا کہ تم خود تو اپنے لیے بیٹی پسند نہیں کرتے لیکن فرشتوں کو بغیر کسی دلیل کے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دے رہے ہو۔ بہت بڑی نا انصافی اور ظلم ہے جس کا تم ارتکاب کر رہے ہو۔

آیات ۳۱ تا ۴۴

اللہ تعالیٰ کی بلند شان

اور یقیناً ہم نے طرح طرح سے بیان کیا ہے اس قرآن میں (مضامین کو) تاکہ وہ اس سے نصیحت حاصل کریں	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا
اور نہیں بڑھایا اس نے انہیں مگر نفرت کرنے میں۔	وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ﴿۳۸﴾
اے نبی! فرمائیے اگر ہوتے اللہ کے ساتھ دوسرے	قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ

معبود	
جیسے وہ کہہ رہے ہیں	كَمَا يَقُولُونَ
تب تو وہ ضرور ڈھونڈ لیتے عرش والے تک پہنچنے کے لیے کوئی راستہ۔	اِذَا لَا بُتْغُوا اِلٰى ذِي الْعَرْشِ سَبِيْلًا ﴿٣١﴾
پاک ہے اللہ اور بہت ہی بلند و بالا اُن باتوں سے جو یہ لوگ بنا رہے ہیں بڑی بلندی کے ساتھ۔	سُبْحٰنَهُ وَتَعَالٰی عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ﴿٣٢﴾
تسبیح کرتے ہیں اُس کی ساتوں آسمان اور زمین	تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ
اور جو مخلوقات اُن میں ہیں	وَمَنْ فِيْهِنَّ
اور کوئی بھی چیز نہیں ہے مگر وہ تسبیح کرتی ہے اُس کی حمد کے ساتھ	وَ اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ
اور لیکن تم نہیں سمجھتے اُن کی تسبیح کو	وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ
بے شک وہ بہت بردبار، بہت بخشنے والا ہے۔	اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٣٣﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی بلند شان اور اعلیٰ صفات کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں توحید کی وضاحت کے لیے ہر اسلوب اور ہر مثال سے حقیقت کھول کر رکھ دی لیکن مشرکین کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی چلی گئی۔ اگر واقعی اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیگر باختیار معبود بھی ہوتے تو اُن میں ضرور کسی بات پر باہم اختلاف ہوتا اور پھر وہ اللہ تعالیٰ کا اختیار اعلیٰ چھیننے کی کوشش کرتے۔ ایسا نہیں ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے۔ ساتوں آسمان، زمین اور ان میں بسنے والی ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کرتی رہتی ہے لیکن لوگ اسے نہیں سمجھ سکتے۔ تسبیح و حمد سے مراد یہ ہے کہ ہر شے اپنے پورے وجود سے اس حقیقت پر گواہی دے رہی ہے کہ اُس کا خالق اور نگہبان ہر عیب اور کمزوری سے پاک ہے اور سارے کمالات اُس کی ذات پر ختم ہو گئے ہیں۔ یہ تسبیح و حمد تو ہم سمجھ رہے

ہیں لیکن ہر شے اپنی زبان سے بھی اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد کر رہی ہے جسے سمجھنے سے ہم قاصر ہیں۔ بد نصیب کافر اُس کی جناب میں گستاخیوں پر گستاخیاں کیے جاتے ہیں لیکن اُس کی بردباری اور درگزر کی یہ شان ہے کہ وہ افراد کو بھی اور قوموں کو بھی سمجھنے اور سنہلنے کے لیے کافی مہلت دیتا ہے۔ سچی توبہ کرنے والوں کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف فرما دیتا ہے۔

آیات ۴۵ تا ۴۸

سردارانِ قریش کی محرومی

وَ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ	اور اے نبی! جب آپ قرآن پڑھتے ہیں
جَعَلْنَا بَيْنَكَ	ہم حائل کر دیتے ہیں آپ کے درمیان
وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ	اور اُن لوگوں کے درمیان جو ایمان نہیں رکھتے آخرت پر
حِجَابًا مُّسْتُوْرًا ﴿۴۵﴾	ایک چھپا ہوا پردہ۔
وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَفْقَهُوْهُ	اور ہم ڈال دیتے ہیں اُن کے دلوں پر پردے (اس سے) کہ وہ سمجھیں اسے
وَفِيْ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا	اور اُن کے کانوں میں بوجھ
وَ اِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدًا	اور جب آپ ذکر کرتے ہیں اپنے رب کا قرآن میں اُس کی توحید کے ساتھ
وَلَوْ اَعْلٰى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ﴿۴۶﴾	وہ بھاگ جاتے ہیں اپنی پیٹھیں پھیر کر نفرت کرتے ہوئے۔

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَعُوْنَ بِهٖ	ہم خوب جانتے ہیں وہ غرض یہ سنتے ہیں جس کے لیے
اِذْ يَسْتَعُوْنَ اِلَيْكَ	جب یہ کان لگاتے ہیں آپ کی طرف
وَ اِذْ هُمْ نَجْوٰی	اور جب یہ سرگوشیاں کرتے ہیں
اِذْ يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۳۷﴾	جب کہتے ہیں یہ ظالم کہ تم نہیں پیروی کر رہے مگر ایک ایسے آدمی کی جس پر جادو کر دیا گیا ہے۔
اَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ	دیکھیے کس طرح یہ بیان کرتے ہیں آپ کے لیے مثالیں
فَضَلُّوْا	پس یہ بھٹک گئے
فَلَا يَسْتَطِيعُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۳۸﴾	سو وہ نہیں پاسکتے سیدھا راستہ۔

یہ آیات سردارانِ قریش کی محرومی و بد بختی کا ذکر کر رہی ہیں۔ وہ عوام پر اپنے خلوص کا تاثر دینے کے لیے نبی اکرم ﷺ کی محفل میں آکر بیٹھتے اور بظاہر بڑے غور سے آپ ﷺ کی بات سنتے۔ البتہ چوں کہ وہ یہ ماننے کے لیے تیار نہ تھے کہ آخرت میں کوئی حساب کتاب بھی ہوگا، لہذا قرآن سننے کے باوجود وہ ہدایت پانے سے محروم رہتے۔ پھر جب آپ قرآن میں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے معبودِ واحد ہونے کا ذکر کرتے تو وہ وہاں سے نفرت کے ساتھ بھاگ جاتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ نہیں چاہتے کہ آخرت میں اُن سے اُن کے اعمال کی باز پرس ہو، ایسے ہی لوگ من گھڑت معبودوں کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہیں اور اُن کی شفاعت کے ذریعہ حساب کتاب سے بچنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ توحیدِ خالص کی بات کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ وہ تو چاہتے ہیں کہ اُن کے جھوٹے معبودوں کا بھی ذکر کیا جائے اور کچھ اُن کے اختیارات کو بھی تسلیم کیا جائے۔ پھر جن لوگوں پر آپ ﷺ کی توحیدِ خالص کی دعوت کا اثر ہوتا، سردارانِ قریش اُنہیں علاحدگی میں گم راہ کرتے اور کہتے کہ نعوذ باللہ! محمد ﷺ ایک ایسے شخص ہیں

جن پر جادو کر دیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ اللہ تعالیٰ ان سرکشوں کی گستاخیوں اور سازشوں سے خوب واقف ہے۔ یہ بھٹک چکے ہیں اور ہدایت پر آنے والے نہیں ہیں۔

آیات ۴۹ تا ۵۲

آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات

اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں ہڈیاں اور چوراچورا	وَقَالُوا۟ اِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا
کیا واقعی ہم ضرور اٹھائے جانے والے ہیں ایک نئی تخلیق میں؟	ءَاِنَّا لَبَعُوۡثُوۡنٌ خَلْقًا جَدِيۡدًا ﴿۴۹﴾
اے نبی! فرمائیے تم ہو جاؤ پتھر یا لوہا (تب بھی دوبارہ اٹھائے جاؤ گے)۔	قُلْ كُوۡنُوۡا حِجَارَةً اَوْ حَدِيۡدًا ﴿۵۰﴾
یا کوئی ایسی مخلوق بن جاؤ اُس میں سے جو بڑی معلوم ہو تمہارے سینوں میں	اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيۡ صُدُوۡرِكُمْ
پھر وہ کہیں گے کہ کون دوبارہ زندہ کرے گا ہمیں؟	فَسَيَقُوۡلُوۡنَ مَنْ يُّعِيۡدُنَا
فرمائیے وہی جس نے پیدا کیا تھا تمہیں پہلی مرتبہ	قُلِ الَّذِيۡ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ
تو وہ (انکار کرتے ہوئے) ہلائیں گے آپ کے سامنے اپنے سروں کو	فَسَيُنۡغِضُوۡنَ اِلَيْكَ رُءُوۡسَهُمۡ
اور پوچھیں گے کہ کب ہو گا یہ؟	وَيَقُوۡلُوۡنَ مَتٰی هُوَ
فرمائیے ممکن ہے کہ آگیا ہو وہ وقت قریب ہی۔	قُلْ عَسٰی اَنْ يَّكُوۡنَ قَرِيۡبًا ﴿۵۱﴾

یَوْمَ يَدْعُوكُمْ	جس روز وہ پکارے گا تمہیں
فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ	تو تم اُس کی پکار کا جواب دو گے اُس کی حمد کرتے ہوئے
وَتُظُنُّونَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيلًا ۝۵۳	اور یہ خیال کرو گے کہ تم نہیں رہے دنیا میں مگر تھوڑا عرصہ۔

مشرکین مکہ آخرت کے حوالے سے تین طنزیہ سوالات کیا کرتے تھے :

- i. جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں بھی چور اچور اہو جائیں گی تو ہمیں دوبارہ کیسے زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ تم مرنے کے بعد پتھر، لوہے یا کسی اور سخت شے کے بن جاؤ تب بھی تمہیں دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔
- ii. ہمیں مرنے کے بعد دوبارہ کون زندہ کرے گا؟ جواب دیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا فرمایا تھا۔
- iii. ہمیں دوبارہ کب زندہ کیا جائے گا؟ جواب دیا گیا کہ عن قریب ایسا ہونے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں پکارے گا اور تم میدانِ حشر میں حاضر ہو جاؤ گے۔ اُس وقت تمہیں دنیا میں قیام کی مدت چند گھنٹوں سے زیادہ محسوس نہ ہوگی۔ پھر مومن ہو یا کافر، ہر ایک کی زبان پر اُس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد ہوگی۔ مومن کی زبان پر اس لیے کہ دنیا میں بھی یہی اُس کا وظیفہ تھا۔ کافر کی زبان پر اس لیے کہ اُس کی فطرت پر پڑے سارے مصنوعی حجابات اُس وقت ہٹ جائیں گے اور فطرت میں رکھی گئی شہادت بلا ارادہ اُس کی زبان پر جاری ہو جائے گی۔

آیت ۵۳

انسان کی خوش کلامی، شیطان کی ناکامی ہے

وَقُلْ لِّعِبَادِي	اور اے نبی! فرمائیے میرے بندوں سے
يَقُولُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ اَحْسَنُ	وہ کہیں ایسی بات جو بہت اچھی ہو

بے شک شیطان پھوٹ ڈالتا ہے اُن کے درمیان	اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ
بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔	اِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ﴿۵۳﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوش کلامی کی نصیحت کی۔ مخالفین خواہ کیسی ہی ناگوار باتیں کریں، مسلمانوں کو بہر حال نہ تو کوئی بات خلاف حق کہنی چاہیے اور نہ غصے میں بیہودگی کا جواب بیہودگی سے دینا چاہیے۔ انہیں ٹھنڈے دل سے وہی بات کہنی چاہیے جو جچی تلی، برحق اور دعوت کے وقار کے مطابق ہو۔ دل میں خلوص، الفاظ میں شیرینی اور لہجہ میں نرمی دعوت میں تاثیر پیدا کرنے والے اوصاف ہیں۔ کلام میں تیزی، الفاظ میں سختی اور لہجہ میں تلخی سے مخاطب کے دل میں ضد اور عداوت پیدا ہوتی ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسانوں کے درمیان نفرتیں اور دشمنی پیدا ہو اور دعوت و تبلیغ کا کام رک جائے۔ گفتگو میں بے احتیاطی شیطان کے اس مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اگر کبھی مخالفین کی بات کا جواب دیتے وقت اپنے اندر غصے کی آگ بھڑکتی محسوس ہو اور طبیعت بے اختیار جوش میں آتی نظر آئے، تو سمجھ لینا چاہیے کہ شیطان ہمیں اکسارہا ہے تاکہ دعوت دین کا کام خراب ہو۔ اُس کی کوشش یہ ہے کہ ہم اصلاح کا کام چھوڑ کر اُسی جھگڑے اور فساد میں لگ جائیں جس میں وہ نوعِ انسانی کو مشغول رکھنا چاہتا ہے۔

آیات ۵۴ تا ۵۵

اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کے حال سے واقف ہے

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ	تمہارا رب زیادہ جاننے والا ہے تمہیں
اِنْ يَشَاءْ يَرْحَمْكُمْ	اگر وہ چاہے تو رحم فرمائے تم پر
اَوْ اِنْ يَشَاءْ يُعَذِّبْكُمْ	یا اگر چاہے تو عذاب دے تمہیں
وَمَا اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿۵۴﴾	اور اے نبی! ہم نے نہیں بھیجا آپ کو ان پر ذمہ دار بنا کر۔
وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اور آپ کا رب زیادہ جاننے والا ہے اُن سب کو جو

آسمانوں اور زمین میں ہیں	
اور یقیناً ہم نے فضیلت دی بعض نبیوں کو بعض پر	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیِّیْنَ عَلَىٰ بَعْضٍ
اور ہم نے عطا کی داؤد کو زبور۔	وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ﴿۵۱﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام انسانوں کے حال اور اعمال سے واقف ہے۔ اُس کا اختیار ہے جسے چاہے اُس کے گناہوں کی پاداش میں سزا دے اور جسے چاہے اپنی رحمت سے بخش دے۔ معین طور پر یہ نہ کہا جائے کہ فلاں شخص جنتی ہے اور فلاں جہنمی۔ لوگوں تک خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا جائے لیکن اُن کے اخروی انجام کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذمہ داری بھی لوگوں تک صرف حق پہنچانا ہے۔ آپ ﷺ آخرت میں اُن کے انجام کے ذمہ دار نہیں۔ انسانوں میں مقام کے اعتبار سے بلند مراتب پر انبیاء کرامؑ تھے۔ اُن میں بھی بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی جیسے حضرت داؤد کو زبور عطا کر کے فضیلت دی گئی۔

آیات ۵۶ تا ۵۷

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا حال

اے نبی! فرمائیے پکارو! انہیں جہنمیں تم نے سمجھ رکھا ہے اللہ کے سوا (معبود)	قُلْ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِیْ
پس وہ اختیار نہیں رکھتے تکلیف دور کرنے کا تم سے	فَلَا یَبْلُکُوْنَ کَشْفَ الضُّرِّ عَنْکُمْ
اور نہ ہی اختیار رکھتے ہیں تکلیف ٹالنے کا۔	وَلَا تَحْوِیْلًا ﴿۵۶﴾
وہ لوگ جہنمیں مشرکین پکارتے ہیں	اُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ
وہ تو خود تلاش کرتے ہیں اپنے رب کی طرف قربت	یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ

اَيُّهُمْ اَقْرَبُ	کہ اُن میں سے کون زیادہ قریب ہے (اپنے رب کے)
وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ	اور وہ امید رکھتے ہیں اُس کی رحمت کی
وَيَخَافُونَ عَذَابَ	اور ڈرتے ہیں اُس کے عذاب سے
اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۷﴾	بے شک آپ کے رب کا عذاب ہے ہی ایسا کہ جس سے ڈرا جائے۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں نے اللہ کے محبوب بندوں کو اللہ کی جگہ معبود بنالیا اور اُن سے دعائیں مانگنا شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے لوگوں کی مرادیں پوری کرنے اور مشکلات آسان کرنے سے قاصر ہیں۔ وہ تو خود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں، اُس سے اُس کی رحمت کا سوال کرتے ہیں اور اُس کی فرماں برداری کے ذریعہ اُس کی قربت و خوشنودی کے حصول کے لیے کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لہذا اللہ کے محبوب بندوں کو معبود بنانے کی بجائے درست یہ ہے کہ اُن کی پیروی کی جائے اور اللہ تعالیٰ ہی کو معبودِ واحد مان کر راضی کرنے کی کوشش کی جائے۔

آیت ۵۸

دنیا کی ہر بستی فنا ہو کر رہے گی

وَاِنْ مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ	اور نہیں ہے کوئی بستی مگر ہم اُسے برباد کرنے والے ہیں قیامت سے پہلے
اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا	یا اُسے عذاب دینے والے ہیں، بہت سخت عذاب
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا ﴿۵۸﴾	یہ بات کتاب میں لکھی ہوئی ہے۔

یہ آیت خبردار کر رہی ہے کہ اس دنیا میں ہر بستی اجڑنے اور فنا ہونے والی ہے۔ قیامت سے پہلے ایسا ہو کر رہے گا۔ بعض بستیوں پر لوگوں کی سرکشی کی وجہ سے شدید عذاب نازل کیا جائے گا اور دوسری بستیوں کو قیامت آنے پر ملیا میٹ کر دیا جائے گا۔ یہ تمام احوال کتابِ تقدیر میں پہلے سے درج ہیں۔ نادان ہیں وہ جو اپنی زندگی کی اکثر توانائیاں اس فانی دنیا میں مال و جائیدادیں اور اثاثہ جات بنانے میں کھپا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت کے لیے زیادہ سے زیادہ توشہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

آیت ۵۹

فرمانِ معجزہ نہ دکھانے کی حکمت

وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ	اور ہمیں روکا ہمیں کہ ہم بھیجیں (فرمانِ نشانی)
إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ	مگر (اس بات نے) کہ جھٹلایا انہیں پہلے لوگوں نے
وَآتَيْنَا شَمُودَ الثَّاقَةَ مُبْصِرَةً	اور ہم نے دی تھی شمود کو اونٹنی واضح نشانی کے طور پر
فَظَلَمُوا بِهَا	تو انہوں نے ظلم کیا اُس پر
وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ﴿۵۹﴾	اور ہم نہیں بھیجتے نشانیاں مگر ڈرانے کے لیے۔

مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے بار بار مطالبہ کرتے تھے کہ اپنی نبوت کے ثبوت کے لیے ہماری فرمانِ نشانی کے مطابق معجزات دکھائیے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا یہ مطالبہ پورا نہیں فرمایا۔ اس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرمانِ نشانی معجزہ اس لیے نہیں ظاہر کرتا کہ معجزہ طلب کرنے والے اُسے جھٹلادیں گے اور پھر مستحقِ عذاب ہو جائیں گے۔ تاریخِ شاہد ہے کہ متعدد قوموں نے معجزے دیکھ لینے کے بعد انہیں جھٹلایا اور پھر تباہ کر دی گئیں۔ قومِ شمود کے مطالبہ پر ایک زندہ اونٹنی پہاڑ سے برآمد کر دی گئی۔ اس معجزہ کو دیکھ کر وہ ایمان تو نہیں لائے بلکہ اُس اونٹنی ہی کو ہلاک کر دیا اور پھر شدید عذاب سے دوچار ہوئے۔ یہ سراسر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ وہ ایسا کوئی معجزہ نہیں بھیج رہا ہے بلکہ مشرکین مکہ کو سمجھنے اور اپنی اصلاح کر لینے کی مہلت دے رہا ہے۔ یہ مشرکین کی نادانی ہے کہ وہ معجزے کا مطالبہ کر کے شمود کے سے انجام سے دوچار ہونا چاہتے ہیں۔ وہ کان کھول کر سن لیں کہ

معجزے دکھانے سے مقصود تماشا دکھانا نہیں ہے۔ اس سے مقصود لوگوں کو خبردار کرنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پشت پر قادرِ مطلق اللہ تعالیٰ کی بے پناہ طاقت ہے۔ لہذا رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے۔

آیت ۶۰

تین آیاتِ متشابہات

وَإِذْ قُلْنَا لَكَ	اور جب ہم نے کہا اے نبی! آپ سے
إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ	بے شک آپ کے رب نے گھیر رکھا ہے تمام لوگوں کو
وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ	اور ہم نے نہیں بنایا وہ منظر جو ہم نے دکھایا تھا آپ کو
إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ	مگر ایک آزمائش لوگوں کے لیے
وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ	اور اُس درخت کو بھی جس پر لعنت بھیجی گئی ہے قرآن میں
وَنُحُوفُهُمْ	اور ہم ڈراتے ہیں انہیں
فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝	پھر بھی وہ ڈرانا نہیں بڑھاتا انہیں مگر بڑی سرکشی میں۔

ع

اس آیت میں آیاتِ متشابہات یعنی انسانی عقل کو عاجز کرنے والی نشانیوں کی تین مثالیں بیان کی گئیں:

- i. اللہ تعالیٰ بیک وقت تمام انسانوں کے ہر عمل دیکھ رہا ہوتا ہے اور ہر عمل کے پیچھے کار فرما عمل کرنے والے کی نیت سے بھی واقف ہوتا ہے۔ وہ جب چاہے اُن میں سے کسی کی بھی پکڑ کر سکتا ہے۔
- ii. سفرِ معراج جس کے دوران ایک ہی رات میں نبی اکرم ﷺ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک زمینی سفر کرایا گیا اور پھر آسمانوں پر لے جا کر اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیوں کا مشاہدہ کرایا گیا۔
- iii. زقوم کا درخت جو اُس جہنم کی بنیادوں سے نکلے گا جو سراپا آگ اور کھولتے ہوئے پانی سے بھری ہوئی ہے۔

ان نشانیوں پر غور سے انسان کو اپنی عقل کی عاجزی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس ہونا چاہیے تھا لیکن اس کے برعکس انسانوں کی اکثریت نے بڑے تکبر اور سرکشی سے ان نشانیوں کو سچ ماننے سے ہی انکار کر دیا۔

آیت ۶۱ تا ۶۵

ابلیس کی انسان دشمنی

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	اور جب ہم نے کہا فرشتوں سے سجدہ کرو آدم کو
فَسَجَدُوْا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ	تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے
قَالَۤ اَسْجُدْ لِمَنْ خَلَقْتَ طِیْنًا ۝۶۱	اُس نے کہا کیا میں سجدہ کروں اُس کو جسے تو نے پیدا کیا ہے گارے سے؟
قَالَ اَرَاۤیْتَ لِهٰذَا الَّذِیْ كَرَّمْتَ عَلَیَّ	مزید کہا کیا تو نے دیکھا یہ جسے تو نے فضیلت دی ہے مجھ پر
لَیْنٍ اٰخَرٰتِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَمَةِ	یقیناً اگر تو نے مہلت دی مجھے قیامت کے دن تک
اَرَکُنْتَ لَکُمْ ذُرِّیَّةًۭۭۭ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۶۲	تو میں ضرور قابو پالوں گا اس کی اولاد پر سوائے چند کے۔
قَالَ اذْهَبْ	فرمایا اللہ نے دور ہو جا
فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ	پس جو پیروی کرے گا تیری اُن میں سے
فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْۤ جَزَآءًۭۭ مَّوْفُوْرًا ۝۶۳	تو بے شک جہنم تم لوگوں کا بدلہ ہے، پورا پورا بدلہ۔
وَاسْتَغْفِرْ لِمَنْۢ اَسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ	اور بہکالے جن کو تو بہکاسکتا ہے اُن میں سے
بَصُوۡتَکَ	اپنی آواز سے

اور تو چڑھالان پر اپنے سوار اور اپنے پیادے	وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ
اور حصہ دار ہو جان کا مال اور اولاد میں	وَشَارِكُهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ
اور وعدے کران سے (جھوٹے)	وَعْدُهُمْ
اور وعدہ نہیں کرتا ان سے شیطان مگر دھوکے والا۔	وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا عُرْوًا ۝۳۲
بے شک جو میرے بندے ہیں، نہیں ہے تیرے لیے ان پر کوئی اختیار	إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ
اور اے نبی! کافی ہے آپ کے رب کا کارساز ہونا۔	وَكَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا ۝۳۵

ان آیات میں اُس واقعہ کا ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں اور ابلیس کو حضرت آدمؑ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ ابلیس نے انکار کیا اور اللہ تعالیٰ سے روزِ قیامت تک مہلت مانگی تاکہ حضرت آدمؑ کی اولاد کو گم راہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے مہلت دی اور ابلیس کو اختیار دیا کہ وہ:

- i. انسانوں کو اپنی آواز کے ذریعہ گم راہ کرے۔ تمام گمراہ کن نظریات کا پرچار، برائی اور بے حیائی کی طرف بلانے والی دعوت، جھوٹی باتیں اور وعدے، گانے، فحاشی پھیلانے والے کلمات دراصل شیطان ہی کی آوازیں ہیں۔
- ii. انسانوں پر اپنے لشکروں کے ساتھ حملہ آور ہو۔ فحاشی، تعصبات، فرقہ واریت اور باہم نفرتیں پیدا کرنے والے شیطان کے ایجنٹ یا اُس کے لشکری ہیں۔
- iii. وہ انسانوں کے مال میں شریک ہو جائے۔ انسان حرام مال کما کر اور ناجائز مصارف میں خرچ کر کے گویا شیطان کو اپنے مال میں شریک کر لیتا ہے۔

iv. وہ انسانوں کی اولاد میں شریک ہو جائے۔ اولاد کے مشرکانہ نام رکھنا، اولاد کی تربیت سے غفلت اور اسے برائیوں سے نہ روکنا، میڈیا کے گم راہ کن مواد سے نہ بچانا اور مغربی طرز کے تعلیمی اداروں میں داخل کرنا درحقیقت شیطان کو اولاد میں شریک کرنا ہے۔

v. انسانوں کو گناہوں پر کاربند رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جھوٹی امیدیں دلاتا رہے اور جھوٹی توقعات کے چکر میں ڈال کر سبز باغ دکھاتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو آگاہ کیا کہ تیرے جال میں میری ہی بندگی کرنے والے میرے خاص بندے نہیں آئیں گے۔ وہ مجھ ہی پر بھروسہ کریں گے اور میں انہیں تیرے وار سے بچاؤں گا۔ البتہ جو بھی تیری پیروی کرے گا تو وہ سب تیرے ساتھ ہی جہنم کی آگ کا ایندھن بنیں گے۔

آیات ۶۶ تا ۶۹

اللہ تعالیٰ کے احسانات ... انسانوں کی ناشکری

رَبُّكُمُ الَّذِي يُزْجِي لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ	تمہارا رب وہ ہے جو چلاتا ہے تمہارے لیے کشتیوں کو سمندر میں
لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ	تاکہ تم تلاش کرو اس کے فضل میں سے
إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۝۶۶	بے شک وہ ہے تم پر ہمیشہ رحم فرمانے والا۔
وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ	اور جب بھی پہنچتی ہے تمہیں تکلیف سمندر میں
ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِلَٰهًا	تو گم ہو جاتے ہیں وہ جنہیں تم پکارتے ہو، سوائے اللہ کے
فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ	پھر جب وہ بچا لیتا ہے تمہیں خشکی کی طرف

تو تم رخ پھیر لیتے ہو	أَعْرَضْتُمْ
اور ہے انسان بہت ہی ناشکر۔	وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٠﴾
تو کیا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ دھنسا دے تمہیں خشکی کے کنارے؟	أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يَخْصِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ
یا وہ بھیج دے تم پر کنکریاں برسائے والی آندھی	أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا
پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے کوئی کارساز۔	ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا ﴿٦١﴾
یا تم بے خوف ہو گئے ہو کہ اللہ پھر لے جائے تمہیں سمندر میں دوسری مرتبہ؟	أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَى
پھر بھیجے تم پر سخت طوفانی ہوا	فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ
سو وہ غرق کر دے تمہیں اس وجہ سے کہ تم نے ناشکری کی	فَيَغْرِقْكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ
پھر تم نہیں پاؤ گے اپنے لیے ہمارے سامنے اس ڈبونے پر کوئی پوچھنے والا۔	ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْكَ بِهِ تَبِيعًا ﴿٦٢﴾

اللہ تعالیٰ ہی نے انسانوں کو کشتیوں کے ذریعہ سمندر میں سفر کی نعمت عطا کی ہے تاکہ وہ تجارتی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں اور سمندر کے شکار سے استفادہ کر سکیں۔ جب سمندری سفر کے دوران طوفان آتا ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعائیں کرتے ہیں۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انسان کی فطرت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی رب کو نہیں جانتی اور اُس کے دل کی گہرائیوں میں یہ شعور موجود ہے کہ نفع و نقصان کے حقیقی اختیارات کا مالک بس اللہ ہی ہے۔ ورنہ اس کی وجہ کیا ہے کہ جو اصل وقت دستگیری کا ہے اُس وقت انسان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا دستگیر یاد نہیں آتا؟ پھر جب اللہ تعالیٰ انہیں حفاظت سے خشکی

تک پہنچا دیتا ہے تو وہ نافرمانیوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں۔ کیا وہ نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالیٰ انہیں خشکی پر بھی زمین میں دھنسا دینے یا تیز ہواؤں کے جھکڑوں سے ہلاک کر دینے پر قادر ہے۔

آسودہ ساحل تو ہے مگر شاید کہ تجھے، معلوم نہیں

ساحل سے بھی موجیں اٹھتی ہیں، خاموش بھی طوفاں ہوتے ہیں

اس کا بھی امکان ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ سمندر میں لے جائے اور پھر وہاں کسی طوفان کے ذریعہ غرق کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں کوئی بھی نہیں جو انسانوں کو اس کی پکڑ سے بچا سکے۔

آیت ۷۰

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ	اور یقیناً ہم نے عزت دی ہے نسلِ آدم کو
وَحَمَلْنَاهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ	اور ہم نے سوار کیا انہیں (مختلف سواریوں پر) خشکی اور سمندر میں
وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ	اور ہم نے رزق دیا انہیں پاکیزہ چیزوں میں سے
وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا	اور ہم نے فضیلت دی انہیں بہت سی چیزوں پر ان میں سے جنہیں ہم نے پیدا کیا نمایاں فضیلت۔

بِج

اس آیت میں انسان کی جملہ مخلوقات پر فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ عقل و ہنر دیا کہ وہ اپنے سے کئی گنا بڑے جانوروں اور سواریوں کو قابو میں لا کر بحر و بر میں اور اب فضا میں بھی سفر کرتا ہے۔ پھر اس کے لیے انتہائی پاکیزہ رزق پیدا کیا جس کی مختلف صورتیں اور ذائقے بنا کر ان سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ کائنات کی ہر شے کو انسان کی خدمت پر مامور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۷۱ تا ۷۲

جان بوجھ کر سرکشی کرنے والا روزِ قیامت اندھا ہوگا

یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاٍۭ بِاِمَامِهِمْ	وہ دن جب ہم بلائیں گے ہر گروہ کو اُس کے پیشوا کے ساتھ
فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ بَيِّنٰتِهٖ	پھر وہ شخص جس کو دیا گیا اُس کا نامہ اعمال اُس کے دائیں ہاتھ میں
فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ	تو وہ لوگ پڑھیں گے اپنا نامہ اعمال
وَلَا يَظْلَمُوْنَ فِتْيٰلًا ۝۷۱	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا دھلے کے برابر بھی۔
وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖۡ اَعْمٰی	اور وہ جو بنا ہوا تھا اس دنیا میں اندھا
فَهُوْا فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی	تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا
وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝۷۲	اور زیادہ بھٹکا ہوا ہوگا سیدھی راہ سے۔

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ روزِ قیامت ہر گروہ اپنے پیشوا کی قیادت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگا۔ پیشوا اگر نیک ہے تو اُس کے پیروکاروں کا انجام اچھا ہوگا۔ اگر پیشوا گم راہ ہے تو اُس کے پیروکار برے انجام سے دوچار ہوں گے۔ پھر ہر انسان کو اُس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جس کے ساتھ وہ عدالتِ خداوندی میں پیش ہوگا۔ جس کو نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ خوشی خوشی اپنا نامہ اعمال پڑھے گا۔ البتہ جو اس دنیا میں جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے احکام سے اندھا یعنی انجان بنا ہوا ہے، روزِ قیامت اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھا ہوگا۔ سورہ ظہر آیات ۱۲۴ تا ۱۲۶ میں فرمایا:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْۤ اِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُ هٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰی ۝۷۱ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْۤ اَعْمٰی وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝۷۲ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِيتَهَا وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنٰسٰی ۝۷۳

''اور جس نے رخ پھیرا میرے ذکر سے تو بے شک اُس کے لیے ہوگی گزران تنگ اور ہم اٹھائیں گے اُسے روزِ قیامت اندھا۔ وہ کہے گا اے میرے رب! کیوں اٹھایا ہے تو نے مجھے اندھا اور میں تو تھا دیکھنے والا۔ فرمائے گا اللہ اسی طرح آئی تھیں تیرے پاس ہماری آیات پس تو نے بھلا دیا نہیں۔ اور اسی طرح آج تو بھی فراموش کر دیا گیا ہے۔''

آیات ۷۳ تا ۷۵

کافروں کو دشمنی نبی ﷺ سے نہیں قرآن سے ہے

وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْكَ عَنِ الَّذِیْ اَوْحٰیْنَآ اِلَیْكَ	اور اے نبی! بے شک وہ لوگ قریب تھے کہ بہکا ہی دیں آپ کو اُس سے جو ہم نے وحی کیا ہے آپ کی طرف
لَتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غٰیْرَهُ	تاکہ آپ نسبت کر دیں کسی اور بات کی ہم پر اُس وحی کے خلاف
وَ اِذَا لَا تَخَذُوكَ خَلِیْلًا ۝۷۳	اور تب تو وہ ضرور بنا لیتے آپ کو ایک گہرا دوست۔
وَ كَوْلَا اَنْ تَبْتٰنٰكَ	اور اگر نہ ہوتا کہ ہم ثابت قدم رکھیں آپ کو
لَقَدْ كِدٰتْ تَرٰكُنُ اِلَیْھُمْ شَیْئًا قَلِیْلًا ۝۷۴	تو یقیناً آپ قریب ہو چکے تھے کہ مائل ہو جائیں اُن کی طرف تھوڑا سا
اِذَا لَا اَذَقْنٰكَ ضَعْفَ الْحَیٰوَةِ وَ ضَعْفَ الْمَمٰتِ	تب تو ہم ضرور چکھاتے آپ کو (اس کا) دو گنا مزہ دنیا میں اور دو گنا مزہ موت کے بعد
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَیْنَا نَصِیْرًا ۝۷۵	پھر آپ نہیں پاتے اپنے لیے ہمارے سامنے کوئی مدد کرنے والا۔

ان آیات میں ایک نازک مضمون کا بیان ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آگاہ کیا گیا کہ کافر اس بات پر تل گئے ہیں کہ آپ ﷺ سے اس قرآن میں اپنی خواہشات کے مطابق ترمیم کرائیں۔ اگر آپ ﷺ ایسا کر لیتے تو پھر وہ آپ ﷺ کو اپنا گہرا دوست بنا لیتے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی نے آپ ﷺ کو ثابت قدم رکھا ورنہ شاید آپ ﷺ اُن کے دباؤ میں آ ہی جاتے اور کسی مصالحت پر آمادہ ہو ہی جاتے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو دنیا میں اور موت کے وقت دگنا عذاب دیتے، پھر آپ ﷺ اپنی حمایت میں کوئی مددگار نہ پاتے، گویا۔

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کی سوا مشکل ہے

ان آیات میں بظاہر خطاب نبی اکرم ﷺ ہے لیکن سختی کا رخ اُن کافروں کی طرف ہے جو آپ ﷺ پر مصالحت اور قرآن حکیم میں ترمیم کے لیے دباؤ ڈال رہے تھے۔ پہلے انہوں نے آپ ﷺ کو راہِ حق سے ہٹانے کے لیے جھوٹے پروپیگنڈے کا طوفان اٹھایا، دھمکیاں دیں، ظلم و ستم کیا، فریب دیے، لالچ دی، معاشی دباؤ ڈالا اور معاشرتی مقاطعہ کیا۔ گویا وہ سب کچھ کر ڈالا جو کسی انسان کے عزم کو شکست دینے کے لیے کیا جاسکتا تھا۔ ایسے میں طویل عرصہ کی کٹھن اور پُر مشقت کشمکش کے بعد کسی مصالحت کی طرف مائل ہونا خلاف امکان نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی مدد فرمائی اور وہ استقامت کے ساتھ حق پر ڈٹے رہے۔ فَصَلَّى اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ الْكَرِيمِ!

آیات ۷۶ تا ۷۷

مشرکین کے لیے دھمکی جو سچ ثابت ہوئی

اور اے نبی! بے شک وہ لوگ قریب تھے کہ ضرور اکھاڑ ہی دیں آپ کو اس سرزمین (مکہ) پر سے	وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ
تاکہ وہ نکال دیں آپ کو یہاں سے	لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا
اور تب تو وہ خود بھی نہ ٹھہریں گے آپ کے پیچھے	وَإِذَا لَا يَلْبَثُونَ خَلْفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝

ع

مگر بہت کم۔	
دستور ہے اُن کے لیے جنہیں ہم بھیج چکے ہیں آپؐ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے	سُنَّةٌ مِّنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا
اور آپؐ نہیں پائیں گے ہمارے دستور کو بدلتا ہوا۔	وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ﴿۷۸﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ عنقریب مشرکین مکہ ظلم و ستم کے ذریعہ نبی اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو مکہ سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیں گے۔ البتہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے ساتھ اس زیادتی کے بعد وہ خود بھی چین سے نہ رہ سکیں گے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ سے دستور ہے اُن لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کی ناقدری کریں۔ جس قوم نے انہیں ستایا پھر وہ زیادہ دیر تک اپنی جگہ نہ ٹھہر سکی۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب نے اُسے ہلاک کیا، یا کسی دشمن قوم کو اُس پر مسلط کیا گیا، یا خود اُسی رسولؐ کے پیروکاروں سے اُسے مغلوب کر دیا گیا۔ ان آیات میں بیان شدہ دھمکی چند سالوں میں سچی ثابت ہو گئی۔ آیات کے نزول کے ایک ہی سال بعد مشرکین نے آپ ﷺ کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کر دیا۔ دو سال بعد بدر میں اُن کے ستر سردار جہنم واصل ہو گئے۔ مزید چھ سال بعد آپ ﷺ فاتح کی حیثیت سے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ پھر دو سال کے اندر اندر سرزمین عرب مشرکین کے وجود سے پاک کر دی گئی۔ پھر جو بھی وہاں رہا مسلمان بن کر رہا، مشرک بن کر نہ ٹھہر سکا۔

آیات ۷۸ تا ۷۹

پنج وقتہ نمازوں کا حکم

اے نبیؐ! قائم کیجیے نماز سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک	اَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوْلِ الشَّمْسِ اِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ
اور فجر کے قرآن پڑھنے کو	وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

بلاشبہ فجر کے قرآن پڑھنے کا وقت حضوری کا وقت ہوتا ہے۔	إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝۸۱
اور رات کے ایک حصہ میں تہجد پڑھیے قرآن کے ساتھ	وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ
یہ اضافی عبادت ہے آپ کے لیے	نَافِلَةً لَّكَ
قریب ہے کہ فائز کرے آپ کو آپ کا رب مقام محمود پر	عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝۸۲

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کے توسط سے تمام اہل ایمان کو بیچ وقتہ نمازیں ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ حکم دیا گیا کہ سورج کے ڈھلنے سے لے کر رات کے چھا جانے تک نماز قائم کرتے رہیں۔ اس حکم میں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء ادا کرنا شامل ہے۔ پھر فرمایا کہ فجر کی نماز میں قرآن کریم کی تلاوت کا خاص اہتمام کریں۔ یہ وقت بڑا مبارک ہوتا ہے کیوں کہ رات اور دن کے امور انجام دینے والے تمام فرشتے اس وقت موجود ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کو اضافی طور پر رات میں قرآن کریم کے ساتھ نماز تہجد بھی ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو بشارت دی گئی کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اپنے قریب ترین مقام یعنی مقام محمود پر فائز فرمائے گا۔ یہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد فرمائیں گے اور اپنی امت کے گناہ گاروں کے حق میں دعائے شفاعت مانگیں گے۔ فَصَلَّى اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ!

آیات ۸۰ تا ۸۱

ہجرت غلبہ دین کا آغاز ہے

اور اے نبی! دعا کیجیے کہ اے میرے رب! داخل فرما مجھے جہاں داخل فرمائے سچائی کے ساتھ	وَقُلْ رَبِّ ادْخُلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ
--	--

اور نکال مجھے جہاں سے نکالے سچائی کے ساتھ	وَ اَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صَدَقٍ
اور عطا فرما مجھے اپنے پاس سے ایک مددگار قوت۔	وَ اجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ﴿۸۰﴾
اور اعلان کر دیجیے آگیا حق اور مٹ گیا باطل	وَ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ
بے شک باطل بالکل ہی مٹنے والا ہے۔	اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ﴿۸۱﴾

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کو ہجرت مدینہ کے وقت ایک دعا اور ایک اعلان کرنے کا حکم دیا گیا۔ آپ ﷺ کو تلقین کی گئی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ ﷺ کو عزت و وقار کے ساتھ مکہ سے ہجرت اور مدینہ کو مرکز بنانے کی سعادتیں نصیب فرمائے۔ حق کے غلبہ کے لیے اپنے پاس سے مددگار قوت عطا فرمائے۔ ساتھ ہی حکم دیا گیا کہ اعلان کر دیجیے کہ بس اب حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل ہے ہی مٹنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کیا شان ہے۔ بظاہر مکہ سے بے سرو سامانی کے ساتھ ہجرت ہو رہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس ہجرت کو حق کے عروج کا ذریعہ بنادیا۔ مذکورہ اعلان، ہجرت کے وقت لوگوں کو عجیب محسوس ہوا لیکن محض آٹھ برس بعد نبی اکرم ﷺ ایک فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہے تھے اور خانہ کعبہ سے بتوں کی گندگی کو مٹاتے ہوئے یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے کہ :

جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

"آگیا حق اور مٹ گیا باطل، بے شک باطل بالکل ہی مٹنے والا ہے۔"

آیت ۸۲

عروج و زوال قرآن سے وابستہ ہے

اور ہم نازل کرتے ہیں قرآن میں سے	وَ نُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ
جو شفا اور رحمت ہے مومنوں کے لیے	مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿٧١﴾	اور وہ نہیں بڑھاتا ظالموں کو مگر خسارے میں۔
--	---

اس آیت میں قرآن مجید کی دو شانیں بیان ہوئیں۔ یہ کتاب ایسے لوگوں کے حق میں رحمت اور اُن کے تمام مسائل کا علاج ہے جو اس پر دل و جان سے ایمان لائیں۔ البتہ جو لوگ اس کی ناقدری کریں اور اس کے حقوق ادا کرنے سے منہ موڑیں گے تو اُن کے لیے یہی کتاب محرومی اور خسارہ میں اضافہ کا باعث ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک وہ قرآن مجید سے واقف نہ ہوئے تھے، اُن کا خسارہ محض جہالت کا خسارہ تھا۔ مگر جب یہ کتاب اُن کے سامنے آگئی اور اُس نے حق اور باطل کا فرق کھول کر رکھ دیا تو اُن پر حجت تمام ہو گئی۔ اب اگر وہ اس کی ناقدری کرتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ جاہل نہیں بلکہ ظالم اور باطل پرست ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهِ الْآخَرِينَ (مسلم)

”بے شک اللہ عروج عطا فرمائے گا اس کتاب کے ذریعہ قوموں کو اور پست کر دے گا اس کتاب کو چھوڑنے کی

وجہ سے دوسروں کو۔“

مسلمانوں کی موجودہ ذلت و رسوائی کی وجہ بھی قرآن کی ناقدری ہے۔ بقول اقبال۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر

آیات ۸۳ تا ۸۴

دنیا کے حالات کا تاثر مت لو

وَإِذَا أُنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ	اور جب بھی ہم انعام فرماتے ہیں انسان پر
أَعْرَضَ وَنَأَىٰ بِجَانِبِهِ	تو وہ رخ پھیر لیتا ہے اور موڑ لیتا ہے اپنا پہلو

وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ	اور جب پہنچتی ہے اُسے کوئی تکلیف
كَانَ يَكُوسًا ﴿۸۶﴾	تو وہ ہو جاتا ہے مایوس۔
قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ	اے نبی! فرمائیے ہر کوئی عمل کر رہا ہے اپنی ڈھب پر
فَرَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ﴿۸۷﴾	پس تمہارا ربؐ خوب جاننے والا ہے کہ کون زیادہ ہدایت پانے والا ہے سیدھی راہ کی۔

ان آیات میں ایک دنیا دار انسان کی روش کا بیان ہے۔ دنیا میں جب اُسے کوئی نعمت ملتی ہے تو شکر کرنے کے بجائے عیش میں پڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہتا ہے۔ جب کوئی تکلیف آتی ہے تو صبر کرنے کے بجائے مایوس ہو کر ہاتھ پاؤں چھوڑ بیٹھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی نعمتیں عارضی ہیں لہذا کیا اُن پر اترانا اور تکالیف بھی وقتی ہیں لہذا کیا اُن پر مایوس و غمگین ہونا۔ اصل نتائج روز قیامت ظاہر ہوں گے۔ اُس روز اللہ تعالیٰ ہر انسان کا فیصلہ اُس کے عمل کے مطابق فرمائے گا۔ اس بات کا پورا لحاظ رکھا جائے گا کہ انسان کو کن حالات، کیسی صفات، کس طرح کی کمزوریوں اور کون سے دستیاب مواقع کے ساتھ زندگی بسر کرنی پڑی۔

آیت ۸۵

روح کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ	اے نبی! وہ سوال کرتے ہیں آپؐ سے روح کے بارے میں
قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّي	فرمائیے روح میرے رب کے امر میں سے ہے
وَمَا اُوْتِيتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۸۵﴾	اور تمہیں نہیں دیا گیا ہے علم مگر تھوڑا سا۔

اس آیت میں روح کی حقیقت سے متعلق ایک سوال کا جواب ہے۔ مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ روح کی حقیقت کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ روح کا تعلق عالم امر سے ہے جسے سمجھنا کسی انسان کے لیے ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں وحی، وحی لانے والے فرشتے اور انسانی وجود میں ڈالی جانے والی ایک ملکوتی شے کو روح کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی وجود میں ڈالی جانے والی روح کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے۔ بقول اقبال۔

ہے ذوقِ تجلی بھی اسی خاک میں پنہاں
غافل تو نرا صاحبِ ادراک نہیں ہے

اور

اس پیکرِ خاکی میں اک شے سو وہ تیری
میرے لیے مشکل ہے اُس شے کی نگہبانی
جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت کا حصول انسان کے لیے ممکن نہیں اسی طرح روح کی حقیقت بھی انسان نہیں سمجھ سکتا۔
فارسی کا ایک بہت عمدہ شعر ہے۔

اتصالِ بے تکلیف، بے قیاس

ہست رب الناس با جانانِ ناس

"روح کے جسم کے ساتھ تعلق کی کیفیت کو نہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ کسی اور شے پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ یہ دراصل اللہ ہے جو انسانوں کی جانوں میں سمایا ہوا ہے۔"

(جیسے سورہ ق آیت ۱۶ میں ارشاد ہوا کہ "ہم زیادہ قریب ہیں انسان کے، رگِ جاں سے بھی")۔

آیات ۸۶ تا ۸۷

نبی اکرم ﷺ پر اللہ کا سب سے بڑا فضل ... نزولِ قرآن

وَلَیْنُ شَعْنَا	اور اے نبی! اگر ہم چاہیں
لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِیْ اَوْحَيْنَا اِلَیْكَ	تو یقیناً لے جائیں اُسے جو ہم نے وحی کیا ہے آپ کی طرف
ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِہِ عَلَیْنَا وَکِیلاً ﴿۸۶﴾	پھر آپ نہیں پائیں گے اپنے لیے اس پر ہمارے سامنے کوئی حمایتی۔
اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَبِّكَ	سوائے اپنے رب کی رحمت کے
اِنَّ فَضْلَهُ كَانَ عَلَیْكَ کَبِیْرًا ﴿۸۷﴾	بے شک اُس کا فضل آپ پر بہت بڑا ہے۔

یہ آیات واضح کر رہی ہیں کہ قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو نبی اکرم پر نازل کیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ اپنی مرضی سے مشرکین کی خواہش کے مطابق اس میں ترمیم نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے نبی اکرم ﷺ کے حافظے سے اس قرآن کو محو کر سکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا۔ قرآن کا نزول نبی اکرم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا فضل ہے اور اللہ تعالیٰ ہر گز بھی اپنے حبیب ﷺ کو اس فضل سے محروم نہیں کرے گا۔ وہ اسی فضل سے انہیں دنیا میں فتح یاب کرے گا اور آخرت میں مقام عظیم عطا فرمائے گا۔

آیات ۸۸ تا ۸۹

قرآن جیسا کلام کوئی نہیں پیش کر سکتا

قُلْ لِّیْنَ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰی اَنْ یَّاتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	اے نبی! فرمائیے اگر واقعی جمع ہو جائیں سارے انسان اور جن اس بات پر کہ لے آئیں اس قرآن جیسا کلام
لَا یَاتُوْنَ بِمِثْلِهٖ	نہیں لاسکیں گے اس جیسا کلام

اور اگرچہ ہوں اُن میں سے کچھ دوسروں کے مددگار۔	وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۱۸
اور یقیناً ہم نے طرح طرح سے بیان کی ہے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
پس قبول نہیں کیا اکثر لوگوں نے مگر انکار ہی کرنا۔	فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۱۹

ان آیات میں عظمتِ قرآن کا بیان ہے۔ چیلنج دیا گیا ہے کہ تمام جنات اور انسان مل کر کوشش کریں تب بھی قرآنِ حکیم جیسا کلام پیش نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں انسانوں کی ہدایت کے لیے ہر طرح کا مضمون مختلف اسلوبوں اور مثالوں سے بیان کر دیا ہے۔ توحید کے دلائل، شرک کی مذمت، آخرت اور اس میں جزا و سزا کی معقولیت، رسالت کی اہمیت و ضرورت، اچھے اور برے اعمال کی تفصیل اور فرمانبرداروں و نافرمانوں کے انجام پر مختلف پیرایوں میں مضامین پیش کر دیے گئے ہیں۔ ایسے مضامین جو ایک طالبِ ہدایت کے لیے واضح رہنمائی ہیں۔ محرومی یہ ہے کہ انسانوں کی اکثریت ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اس سرچشمہ ہدایت کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں۔

آیات ۹۰ تا ۹۳

فرمانشی معجزات کی فہرست

اور کافروں نے کہا (اے محمدؐ) ہم ہر گز نہیں مانیں گے آپؐ کی بات	وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ
یہاں تک کہ آپؐ جاری کر دیں ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ۔	حَتَّىٰ تَفْجَرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۹۰
یا ہو آپؐ کے لیے ایک باغ کھجوروں اور انگوروں کا	أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَعِنَبٍ

فَتَفَجَّرَ الْأَنْهَارُ خَلَلَهَا تَفْجِيرًا ۝۹۱	پھر آپؐ جاری کردیں نہریں اُس کے درمیان سے بہا کر۔
أَوْ تُسْقِطَ السَّهَاءَ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا	یا گرا دیں آسمان کو جیسا کہ آپؐ دعویٰ کرتے ہیں ہم پر ٹکڑے ٹکڑے کر کے
أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝۹۲	یا لے آئیں اللہ اور فرشتوں کو بالکل سامنے۔
أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ ذُرْفٍ	یا ہو آپؐ کے لیے ایک گھر سونے کا
أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ	یا آپؐ چڑھ جائیں آسمان پر
وَكُنْ تَوَّعُنَ لِرُقِيِّكَ	اور ہم ہر گز نہیں مانیں گے آپؐ کے چڑھنے کو
حَتَّىٰ تُنْزِلَ عَلَيْنَا كِتَابًا تَقْرُوهُ	یہاں تک کہ آپؐ نازل کریں ہم پر ایسی کتاب، ہم پڑھ سکیں جسے
قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَّ	فرمائیے پاک تو ہے صرف میرا رب
هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۝۹۳	نہیں ہوں میں مگر ایک انسان جو رسول ہے۔

یہ آیات اُن فرمائشی معجزات کا ذکر کر رہی ہیں جو مشرکین مکہ نبی اکرم ﷺ سے طلب کر رہے تھے۔ اُن کا مطالبہ تھا کہ اگر آپؐ سچے نبی ہیں تو :

- i. ہمارے لیے زمین سے پانی کا ایک چشمہ برآمد کر کے دکھائیں۔
- ii. آپؐ کے لیے مکہ کی اس سنگلاخ زمین میں کھجوروں اور انگوروں کا ایک ایسا باغ لگ جائے جس کے بیجوں بیج نہریں بہہ رہی ہوں۔
- iii. آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہم پر گرا دیجیے۔
- iv. اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آئیے۔

v. آپ کے لیے مکہ میں ایک سونے کا محل تیار کر دیا جائے۔

vi. ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جائیے اور کتاب لے کر اترے۔

نبی اکرم ﷺ کو تلقین کی گئی کہ وہ مشرکین کو بتادیں کہ یہ معجزات صرف اللہ تعالیٰ ہی دکھا سکتا ہے۔ وہ ہر کم زوری سے پاک ہے اور جو چاہے سو کر سکتا ہے۔ میں نے کب قادرِ مطلق ہونے کا دعویٰ کیا ہے کہ تم مجھ سے یہ مطالبے کر رہے ہو؟ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق کا پیغام لانے والا ایک انسان ہوں۔ تمہیں جانچنا ہے تو میرے پیغام کو جانچو۔ میری صداقت کا اطمینان کرنا ہے تو میری زندگی، میرے اخلاق اور میرے کام کو دیکھو۔

آیات ۹۲ تا ۹۶

تمام رسول انسان ہی تھے

اور نہیں روکا لوگوں کو کہ وہ ایمان لے آتے جب آئی اُن کے پاس ہدایت	وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ
مگر اس بات نے کہ اُنہوں نے کہا	إِلَّا أَنْ قَالُوا
کیا بھیجا ہے اللہ نے ایک انسان کو رسول بنا کر؟	أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ﴿٩٢﴾
اے نبی! فرمائیے اگر ہوتے زمین میں فرشتے	قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ
چل پھر رہے ہوتے اطمینان کے ساتھ	يَسْمُونَ مُطْمَئِنِّينَ
ہم یقیناً نازل کرتے اُن پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر۔	لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَسُولًا ﴿٩٥﴾

قُلْ كَفَى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ	فرمائیے کافی ہے اللہ گواہ میرے اور تمہارے درمیان
اِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيْرًا ﴿٦٦﴾	بے شک وہ اپنے بندوں سے پوری طرح باخبر، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

ان آیات میں بیان کیا گیا کہ لوگوں کی اکثریت محض اس وجہ سے ایمان لانے سے محروم رہی کہ انہیں اللہ تعالیٰ کے رسولوں کے انسان ہونے پر تعجب ہوا۔ وضاحت کی گئی کہ انسانوں کے لیے نمونہ کوئی انسان ہی بن سکتا ہے۔ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو اللہ تعالیٰ کسی فرشتے ہی کو رسول بنا کر بھیجتا۔ رسولؐ نے نہ صرف اللہ کا پیغام پہنچانا ہوتا ہے بلکہ اُس پر عمل کر کے نمونہ بننا ہوتا ہے۔ رسولؐ تمام بشری تقاضوں اور کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل کر کے انسانوں پر حجت تمام کر دیتا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ انسانوں کے لیے یہ مقصد کسی فرشتے کے ذریعہ پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ واقعی اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ بذات خود اس حقیقت پر گواہ ہے اور وہ تو تمام ہی بندوں کی حقیقت کو جانتا ہے۔

آیات ۹۷ تا ۱۰۰

گم راہوں کا الم ناک انجام

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فُھُو الْهٰدِی	اور جسے ہدایت دے اللہ وہی ہدایت پانے والا ہے
وَمَنْ یُّضِلّْ	اور جسے وہ گم راہ کر دے
فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِہٖ	تو اے نبی! آپؐ نہیں پائیں گے اُن کے لیے کوئی حمایتی اللہ کے سوا
وَنَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیَمَةِ عَلٰی وُجُوْہِہُمْ	اور ہم اٹھائیں گے انہیں قیامت کے روز منہ کے بل
عُمِیًّا وَّبُکْمًا وَّصَبًّا	اس حال میں کہ وہ اندھے اور گونگے اور بہرے ہوں گے

مَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ	اُن کا ٹھکانا جہنم ہے
كَلْبًا خَبْتُ	جب بھی سرد ہونے لگے گی اُس کی آگ
زِدْنَهُمْ سَعِيرًا ﴿۹۷﴾	ہم بڑھادیں گے اُن کے لیے اُس کا بھڑکنٹا۔
ذٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِآيٰتِنَا	یہ بدلہ ہے اُن کا اس لیے کہ اُنہوں نے انکار کیا ہماری آیات کا
وَقَالُوْا ءَاِذَا كُنَّا عِظًا مَّا وَرَفَاتًا	اور کہتے رہے کیا جب ہم ہو جائیں گے ہڈیاں ہڈیاں اور چوراچورا
ءَاِذَا كَبَعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾	کیا واقعی ہمیں اٹھایا جائے گا ایک نئی تخلیق میں؟
اَوْ لَمْ يَرَوْا	اور کیا اُنہوں نے نہیں دیکھا
اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	بے شک اللہ جس نے پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمین کو
قَادِرٌ عَلٰٓی اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ	وہ اس پر بھی قادر ہے کہ پیدا فرمادے اُن جیسے
وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَا رَيْبَ فِیْهِ	اور مقرر فرمادے اُن کے لیے ایک مدت جس میں کوئی شک نہ ہو
فَاَبٰی الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا کُفُوْرًا ﴿۹۹﴾	پس قبول نہیں کیا ظالموں نے مگر انکار ہی کرنا۔
قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۤیِنَ رَحْمَةِ رَبِّیْ	فرمائیے اگر تم اختیار رکھتے میرے رب کی رحمت کے خزانوں پر
اِذَا اَلَامَسْکَتُمْ خَشِیَةَ الْاِنْفَاقِ	تب تو ضرور روک کر رکھتے خرچ کرنے کے ڈر سے

وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًاۙ

اور انسان بڑا ہی تنگ دل ہے۔

بلاشبہ انسانوں کو ہدایت اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے ملتی ہے۔ حق واضح ہونے کے باوجود اُسے جھٹلانے والوں اور اُس پر اعتراض کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت سے محروم رکھتا ہے۔ پھر روز قیامت اُنہیں اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ وہ اندھے، بہرے اور گونگے ہوں گے۔ جہنم کی آگ اُن پر مسلسل بھڑکائی جائے گی۔ یہ المناک انجام اس لیے ہوگا کہ وہ اعتراض کرتے تھے کہ جب مرنے کے بعد ہماری ہڈیاں گل کر چور اچور ہو جائیں گی تو کیسے ممکن ہے کہ ہمیں دوبارہ نئی تخلیق کے ساتھ زندہ کیا جاسکے؟۔ اعتراض کے جواب میں ارشاد فرمایا گیا کہ جو اللہ تعالیٰ اتنی بڑی کائنات بنا سکتا ہے کیا انسان کو دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا؟ اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو یہ ہے کہ وہ دنیا میں ان جھٹلانے والوں کو بھی ضروریات زندگی سے متعلق تمام نعمتیں دے رہا ہے۔ اس کے برعکس اگر ان کے ہاتھ میں اختیار ہوتا تو یہ کسی کو کچھ بھی نہ دیتے۔

آیات ۱۰۱ تا ۱۰۳

فرعون کی ہٹ دھرمی اور بربادی

ع

وَلَقَدْ اَتَيْنَا مُوسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍ بَيِّنٰتٍ	اور یقیناً ہم نے عطا فرمائی تھیں موسیٰؑ کو نو واضح نشانیاں
فَسَئَلَ بَنِيۡۤیْۤیْسُرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ	سو پوچھو بنی اسرائیل سے جب آئے موسیٰؑ اُن کے پاس
فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ	تو کہا اُن سے فرعون نے
اِنِّیۡۤیۡ لَا ظَنُّکَ یٰۤمُوسٰی مَسْحُوْرًاۙ	بے شک میں یقیناً گمان کرتا ہوں تمہارے بارے میں اے موسیٰؑ! کہ تم پر جادو کر دیا گیا ہے۔
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَاۤ اَنْزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رُبُّ	فرمایا موسیٰؑ نے اے فرعون! تو یقیناً جان چکا ہے کہ نہیں نازل کیا ان نشانوں کو مگر زمین اور آسمانوں کے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَآئِرٍ	رب نے آنکھیں کھولنے کے لیے
وَإِنِّي لَأَكْظُمُكَ يَفْرَعُونَ مُتَّبِعًا ۝۱۰	اور بے شک میں یقیناً گمان کرتا ہوں تمہارے بارے میں اے فرعون! کہ تم ہلاک کر دیے جاؤ گے۔
فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِرَهُمْ مِنَ الْأَرْضِ	تو ارادہ کیا فرعون نے کہ اکھاڑ دے قدم بنی اسرائیل کے زمین سے
فَأَعْرَفْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ جَبِيحًا ۝۱۱	تو ہم نے غرق کر دیا اُسے اور جو بھی اُس کے ساتھ تھے سب کے سب کو۔

یہ آیات بیان کر رہی ہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی نو واضح نشانیاں دکھائیں۔ ان نشانیوں سے مراد ہے اژدہا بن جانے والا عصا، چمکنے والا ہاتھ، جادو گروں کی برسر عام شکست، وسیع علاقہ میں قحط، طوفان کی یلغار، ٹڈی دل کا حملہ، غلہ میں لگنے والا گھن، مینڈکوں کی کثرت اور ہر شے میں خون کی آمیزش۔ فرعون نے ان نشانیوں سے سبق حاصل نہیں کیا بلکہ اپنی بڑائی کے اظہار کے لیے بڑی ہٹ دھرمی کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے حضرت موسیٰؑ کی توہین کی اور انہیں سحر زدہ شخص قرار دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی ہٹ دھرمی بے نقاب کر دی اور فرمایا کہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ جو نشانیاں میں لایا ہوں وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اب تم اپنی ہٹ دھرمی اور تکبر کی وجہ سے برباد ہونے والے ہو۔ فرعون نے بنی اسرائیل پر صرف اس وجہ سے کہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے لگے تھے، طرح طرح کی سختیاں شروع کر دیں۔ بنی اسرائیل کے ہاں پیدا ہونے والے لڑکوں کو قتل کرنے لگا تاکہ بنی اسرائیل کی نسل کشتی کر کے اُس ملک میں اُن کی افرادی قوت کم کر کے انہیں کم زور کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر فرعون اور اُس کے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا اور بنی اسرائیل کو اُن ظالموں سے نجات دی۔

آیت ۱۰۴

قرب قیامت یہود ایک مقام پر جمع کر دیے جائیں گے

اور ہم نے کہا اس کے بعد بنی اسرائیل سے	وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ
آباد ہو جاؤ زمین میں	اسْكُنُوا الْأَرْضَ
پس جب آئے گا آخرت کا وعدہ	فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ
ہم لے آئیں گے تمہیں سمیٹ کر۔	جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۝۱۰۳

اس آیت میں بنی اسرائیل یعنی یہود کے لیے اللہ تعالیٰ کے ایک فیصلہ کا ذکر ہے۔ فرعون کی ہلاکت کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہود سے کہا کہ اب تم فرعون کے ظلم سے محفوظ ہو گئے ہو۔ اب جہاں چاہو زمین پر آباد ہو جاؤ۔ البتہ آخرت کے قریب ہم تم سب کو ایک مقام پر جمع کر دیں گے۔ اس وقت اسرائیل میں دنیا بھر سے یہودیوں کی آمد جاری ہے اور وہ وہاں غاصبانہ طور پر ناجائز بستیاں بنا کر آباد ہو رہے ہیں۔ یہ اس آیت کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں سمیٹ کر ایک جگہ جمع فرما رہا ہے۔ یہ تمام یہودی حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر اسی طرح نیست و نابود کر دیے جائیں گے جیسے سابقہ سرکش قوموں کو بالکل ہی مٹا دیا گیا تھا۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

قرآن مجید کی عظمت اور تاثیر

اور حق کے ساتھ ہی ہم نے نازل کیا ہے اُسے	وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ
اور حق کے ساتھ ہی وہ نازل ہوا ہے	وَبِالْحَقِّ نَزَلَ
اور اے نبی! ہم نے نہیں بھیجا ہے آپ کو مگر خوش خبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر۔	وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝۱۰۵
اور قرآن کہ ہم نے تقسیم کیا ہے اُسے (آیات اور سورتوں میں)	وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ

لَتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ	تاکہ آپ پڑھیں اُسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر
وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا ۝۱۰	اور ہم نے نازل کیا ہے اُسے تھوڑا تھوڑا کر کے۔
قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا	فرمائیے تم ایمان لاؤ اس پر یا ایمان نہ لاؤ
اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ	بے شک وہ لوگ جنہیں دیا گیا ہے علم اس سے پہلے
اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ	جب اسے پڑھا جاتا ہے اُن کے سامنے
يَخْرُوْنَ لِلّٰذِقَانِ سَجْدًا ۝۱۱	وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے ہوئے۔
وَيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَا	اور پکار اُٹھتے ہیں پاک ہے ہمارا رب
اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝۱۲	بے شک ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر رہتا ہے۔
وَيَخْرُوْنَ لِلّٰذِقَانِ يَبْكُوْنَ	اور وہ گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے
وَيَزِيْدُهُمْ حُشُوْعًا ۝۱۳	اور یہ قرآن بڑھا دیتا ہے انہیں خشوع و خضوع میں۔

ان آیات میں بڑے جلالی اسلوب میں قرآن مجید کی عظمت کا بیان ہے۔ قرآن مجید کا ہر مضمون برحق ہے اور پورے قرآن کا نزول بھی حق یعنی بامقصد ہے۔ اب قرآن مجید سے تعلق ہی قوموں کے مقدر کا فیصلہ کرے گا۔ اس سے وفاداری عروج کی ضامن ہوگی اور اس سے بے وفائی ذلت و بربادی سے دوچار کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو آیات اور سورتوں میں تقسیم فرمایا اور بتدریج مختلف حصوں میں اتارا ہے تاکہ لوگوں کے لیے اسے یاد کرنا اور سمجھنا آسان ہو جائے۔ یہ فرماں برداروں کو اچھے اجر کی بشارت دیتا ہے اور مجرموں کو برے انجام سے خبردار کرتا ہے۔ جو لوگ علم حقیقت سے بہرہ ور ہیں، جب وہ قرآن مجید سنتے ہیں تو ان پر ایسی رقت طاری ہوتی ہے کہ وہ روتے روتے بے اختیار سجدہ میں گر جاتے ہیں اور پکار اُٹھتے ہیں کہ واقعی اللہ تعالیٰ ہی ہمارا حقیقی رب ہے۔ اُس نے ہماری ہر ضرورت کی تسکین کا سامان کیا ہے۔ بے شمار مادی نعمتیں فراہم کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ

ہماری روح کی تسکین اور دلوں کے اطمینان کے لیے قرآنِ کریم جیسا ذکرِ عظیم عطا فرمایا ہے۔ اس نعمت کے نزول سے اُس کا آخری اور مکمل ہدایت نازل کرنے کا وہ وعدہ پورا ہو گیا جو اُس نے سابقہ آسمانی کتابوں میں کیا تھا۔

آیت ۱۱۰

سارے اچھے نام اور صفات اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں

اے نبی! فرمائیے پکارو اللہ کو یا پکارو رحمن کو	قُلْ اَدْعُوا اللَّهَ اَوْ اَدْعُوا الرَّحْمٰنَ
جس نام سے پکارو پس اُسی کے لیے ہیں سارے خوبصورت نام	اَيَّامًا تَدْعُوْا فَاِنَّهٗ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی
اور نہ بلند آواز سے نماز پڑھو اور نہ چپکے چپکے پڑھو اُسے	وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا
اور اختیار کرو اس کے درمیان کی راہ۔	وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۱۰

یہ آیت اللہ سبحانہ تعالیٰ کی اونچی شان بیان کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ایک سعادت ہے۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ کے مبارک نام پکار کر حاصل کی جاسکتی ہے۔ اُس کے دو پیارے نام ہیں اللہ اور الرحمان۔ البتہ اُس کا ہر نام ہی اچھا ہے اور اُسے اُس کے کسی بھی نام سے یاد کیا جاسکتا ہے۔ اُس کی یاد کا ایک ذریعہ نماز ہے۔ اُس کے کثرت سے ذکر کے لیے نفل نمازوں کا اہتمام ضروری ہے۔ نفل نمازوں میں سب سے افضل تہجد کی نماز ہے۔ نماز تہجد کے آداب یہ ہیں کہ اس میں قرآنِ کریم کی طویل قراءت نہایت اطمینان سے اور ٹھہر ٹھہر کر کی جائے۔ مزید یہ کہ تلاوت میں آواز کو درمیانی سطح پر رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں راتیں اپنے ذکر کے لیے فارغ کرنے اور قرآنِ کریم کے ساتھ بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۱۱

توحید باری تعالیٰ کا خزانہ

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ	اے نبی! فرمائیے کل شکر اللہ کے لیے ہے
الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا	جس نے نہیں بنایا کسی کو بیٹا
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ	اور نہیں ہے جس کا کوئی شریک حکومت میں
وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدُّنْيَا	اور نہیں ہے اُس کا کوئی مددگار کسی کمزوری کی وجہ سے
وَكَبِّرُهُ تَكْبِيرًا ۝	اور بڑائی تسلیم کرائیے اُس کی جیسا کہ بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے۔

۱۲

سورہ بنی اسرائیل کی یہ آخری آیت توحید باری تعالیٰ کا ایک عظیم خزانہ ہے۔ اس آیت میں توحید نظری، توحید عملی اور ہر طرح کے شرک کی نفی کا بیان جمع کر دیا گیا ہے۔ توحید نظری کے اعتبار سے فرمایا کہ چونکہ ہر نعمت عطا فرمانے والا اور ہر شر سے عافیت دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لہذا کل شکر اور تعریف اُسی کے لیے ہے۔ توحید عملی کے اعتبار سے حکم دیا گیا کہ اپنے جملہ معاملات میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو ایسے نافذ کرو جیسا کہ نافذ کرنے کا حق ہے۔ شرک کی نفی کے اعتبار سے ارشاد ہوا:

i. اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد نہیں۔

ii. اللہ تعالیٰ مختار مطلق ہے اور اُس کے ساتھ اختیار میں کوئی شریک نہیں۔

iii. اللہ تعالیٰ نے کسی کو مجبوری یا کمزوری کی وجہ سے اپنا ولی نہیں بنایا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہر طرح کے شرک سے محفوظ فرمائے اور نظری و عملی دونوں اعتبارات سے توحید کو اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!
